# حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں اور رضاعی بھائی بہنیں

تالیف: مفتی محمد خاں قادری

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

# حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

# رضاعی مائیں اور رضاعی بھائی بہنیں

تالیف

مفتی محمد خان قادری

حجاز پبلی کیشنز لاہور

# فہرست!


| | | |
|---|---|---|
| ۱ | اھداء | ۳ |
| ۲ | ابتدائیہ | ۱۱ |
| ۳ | حقیقی والدہ حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا | ۱۳ |
| | نسبی والدہ نے کتنے دن دودھ پلایا ؟ | ״ |
| ۴ | حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا | ۱۴ |
| | ان کی آزادی کا فائدہ | ״ |
| | حضرت ثویبہ کا اکرام و احترام | ۱۶ |
| | کیا ثویبہ اسلام لائیں ؟ | ״ |
| | آپ کی ہر رضاعی والدہ اسلام لائیں | ۱۷ |
| ۵ | حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا | ۱۸ |
| | حضرت حلیمہ سعدیہ کا تعارف | ״ |
| | حضرت حلیمہ کی مکہ آمد | ״ |
| | اے حلیمہ خاتون ہی دودھ پلائے گی | ۲۰ |
| | بیٹے کے لیے بنو سعد آل ابی زدیب میں دودھ کا انتظام کرو | ۲۲ |

| | |
|---|---|
| میں حسن وجمال میں گم ہوگئی | ۲۳ |
| نوری شعاعیں آسمان تک | ۲۴ |
| آپ کو لے جانا میرا تقاضا بن گیا | 〃 |
| حلیمہ کی گود میں | ۲۵ |
| عدل وانصاف | 〃 |
| حجرِ اسود اور چہرہ اقدس کا بوسہ | ۲۶ |
| سواری کا تین دفعہ کعبہ کی طرف سجدہ | ۲۷ |
| سواری کی ایمان افروز گفتگو | ۲۸ |
| بکریوں کی مبارک باد | ۲۹ |
| پتھروں کا سلام — درختوں کا استقبال | 〃 |
| علاقہ کی شادابی | 〃 |
| خوشبوؤں کی برات | ۳۰ |
| حلیمہ کا گھر فیضان کا گہوارہ | 〃 |
| دستِ اقدس کی برکت | ۳۱ |
| بکری کا سجدہ اور بوسہ | ۳۲ |
| پنگھوڑے کو فرشتے حرکت دیتے | 〃 |
| کھیلنے سے اجتناب | 〃 |
| ہماری تخلیق کھیلنے کے لیے نہیں ہوتی | ۳۳ |
| حلیمہ کے گھر چراغ کی ضرورت نہ رہی | 〃 |
| آپ کی نشوونما | 〃 |
| کبھی بستر پہ پول دیر از نہیں کیا | 〃 |

| | |
|---|---|
| آپ کے بول و براز کا وقت مقرر تھا | ۳۵ |
| غیب سے نظافت کا اہتمام | ،، |
| کبھی ستر ننگا نہ ہونے پاتا | ،، |
| ہر روز آفتاب کی طرح نور کا ڈھانپ لینا | ۳۶ |
| کبھی ضد نہیں کی اور نہ ہی کبھی روئے ۔ | ،، |
| سب سے پہلی گفتگو | ،، |
| ہر کام سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا | ۳۷ |
| میں بھی بھائیوں کے ساتھ جانا چاہتا ہوں | ۳۸ |
| رضاعی بھائی بہنوں کے تاثرات | ،، |
| وہاں بکریاں اور اونٹ چرائے ۔ | ۳۹ |
| سیدہ حلیمہ کے ہاں کتنا عرصہ رہے | ۴۱ |
| چار سال کا قول راجح ہے | ،، |
| آپ کا رب حفاظت فرمائے گا | ،، |
| اے اہل مکہ نور کی واپسی پر مبارک ہو | ۴۲ |
| حضرت حلیمہ کا متعدد مرتبہ آپ کی خدمت میں آنا | ،، |
| سیدہ خدیجہ کا چالیس بکریاں پیش کرنا | ۴۴ |
| حضور کا ادب و احترام سے پیش آنا | ،، |
| کھڑے ہو کر استقبال کرنا | ۴۵ |
| اسلام قبول کرنا | ۴۶ |
| آپ سے احادیث بھی مروی ہیں | ،، |
| حضرت عبداللہ بن جعفر آپ کے شاگرد ہیں | ۴۷ |

| | | |
|---|---|---|
| | منکرین کا رد | ۴۷ |
| | سیدنا ابوبکر و عمر کے پاس تشریف لانا | ۴۸ |
| | آپ کے اسلام پہ مستقل کتاب | ۴۹ |
| | امام زرقانی کی اسلام حلیمہ پہ دلیل | ۵۰ |
| | جنت البقیع میں مزار پہ انوار | ۵۱ |
| | یہ بھی آپ کے اسلام پہ دلیل ہے | ۵۲ |
| | حضرت عیسٰی علیہ السلام اور سیدہ حلیمہ کا احترام | " |
| | اجتماعی ملاقات | " |
| | آپ کے شوہر کا اسلام لانا | ۵۳ |
| | مذکورہ دو خواتین کے علاوہ کسی خاتون کو رضاعی ماں قرار دینا مناسب نہیں | ۵۴ |
| ۶ | سعدیہ خاتون | ۵۵ |
| ۷ | حضرت خولہ بنت المنذر | ۵۶ |
| ۸ | قبیلہ بنو سلیم کی تین خواتین | ۵۷ |
| ۹ | اہل سیر کی غلط فہمی | " |
| ۱۰ | حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا | ۵۹ |
| ۱۱ | حضرت ام ایمن برکہ بنت حفص رضی اللہ عنہا | " |
| | حضرت ام ایمن اور سفر مدینہ | ۶۱ |
| | والدہ محترمہ کے اقوال زریں | ۶۲ |
| | یہ امت کے نبی ہیں | " |
| | اعلان نبوت سے پہلے ایمان لانا | ۶۳ |

| | | |
|---|---|---|
| | ام ایمن کنیت کی وجہ | ۶۳ |
| | حضرت ام ایمن کا احترام | ۶۴ |
| | سیدنا ابوبکر کا معمول | 〃 |
| | یہ میری والدہ ہیں | ۶۶ |
| | آپ کے پیٹ میں کبھی تکلیف نہ ہوگی | 〃 |
| | آسماں سے پانی کا ڈول | 〃 |
| | حضرت ام ایمن کا وصال | ۶۷ |
| ۱۲ | آپ کے رضاعی بھائی بہن | ۶۹ |
| ۱۳ | سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ | 〃 |
| | حضرت حمزہ کے رضاعی بھائی ہونے کا تذکرہ | 〃 |
| ۱۴ | حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد | ۷۰ |
| ۱۵ | حضرت مسروح بن ثویبہ | ۷۱ |
| ۱۶ | حضرت عبداللہ بن حارث | 〃 |
| ۱۶ | حفص بن حارث | ۷۲ |
| ۱۷ | امیہ بنت حارث | ۷۳ |
| ۱۸ | حذافہ المعروف شیما بنت حلیمہ | 〃 |
| ۱۹ | نام کے بارے میں اختلاف | 〃 |
| ۲۰ | حضرت شیما کا نسب | ۷۴ |
| ۲۱ | حضور کی خدمت | 〃 |
| ۲۲ | سیدہ حلیمہ اور حضور کی جدائی | ۷۵ |
| ۲۳ | حضرت شیما اور بادل کا سایہ | 〃 |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۴ | بعض لوگوں کا رد | ۷۷ |
| | دونوں اقوال میں تطبیق | 〃 |
| | حضرت شیما کی لوریاں | ۷۸ |
| | میں تمہارے نبی کی ہمشیرہ ہوں | ۷۹ |
| | حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو | ۸۰ |
| | اسلام لاکر واپس قبیلہ میں | 〃 |
| | بجاد کے لیے سفارش | ۸۱ |
| ۲۵ | رضاعی چچا ابوثروان کی حضور سے ملاقات اور اس کے تاثرات | ۸۲ |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابتدائیہ

درج ذیل فوائد کے حصول اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے یہ کتابچہ تحریر کیا گیا ہے۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی رشتہ داروں سے آگاہی۔

۲۔ اس بات کو اجاگر کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کے لیے کتنے اعلیٰ خاندان کو منتخب فرمایا۔

۳۔ اس سے بھی آگاہی ہو جائے کہ جس جس فرد (مرد و زن) کو حضور سے رشتۂ رضاعت نصیب ہوا وہ دولتِ اسلام سے مالا مال ہوا۔

۴۔ خصوصاً سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے قبولِ اسلام کے ثبوت پر تفصیلی گفتگو اور مخالفین کا رد

۵۔ یہاں یہ تحقیق بھی کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں کون کون ہیں۔

۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی چار سالہ عمر کا ایک خاکہ بھی سامنے لانا مقصود ہے۔

۷۔ اس عمر میں آپ کے وہ مبارک معمولات جو کائنات کے دیگر تمام بچوں سے آپ کو ممتاز کرتے ہیں۔ مثلاً بچپن میں عدل و انصاف، ستر کا ننگا نہ ہونا، بول و براز کے لیے وقت کا تعین، نظافت کا خصوصی اہتمام، اللہ کے نام سے

گفتگو کا آغاز۔ اور ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا وغیرہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عمر کے معمولات کا مشاہدہ کرنے والوں کے تاثرات کو جمع کر دیا گیا ہے تاکہ اہلِ ایمان کے ایمان کو تازگی نصیب ہو اور انہیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و پاکیزگی کے بارے میں جو یقین حاصل ہے اس میں اضافہ ہو جائے۔

۹۔ محافلِ میلاد و سیرت میں آپ کی اس مبارک عمر کا تذکرہ بھی آتا ہے اس میں دیکھا یہ گیا ہے کہ واعظین ایسی بے بنیاد باتیں بھی بیان کر جاتے ہیں جن کا اثر سامعین کے اذہان پہ اچھا مرتب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے مسلک کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اس مقالہ کے ذریعے کچھ مستند مواد بھی مہیا کرنا مقصود ہے۔

۱۰۔ اس تحریر کے ذریعے اس بات کو بھی آشکار کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر نبی علیہ السلام کی ہر ہر گھڑی اور ہر ہر ساعت بلکہ ہر ہر لمحہ کو کس طرح اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔

یاد رہے ہم ایک مقالہ "حبیبِ خدا سیّدہ آمنہ کی گود میں" تحریر کر رہے ہیں جس میں بوقتِ ولادت انوار و تجلیات اور مقام مولد النبی پر مستند مواد جمع کیا جائے گا۔ اس کی تکمیل کے لیے دعا کی التجا ہے۔

محتاجِ دعا

محمد خاں قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

۸ محرم الحرام ۱۴۱۷ بمطابق ۲۶ مئی ۱۹۹۶ء

بروز اتوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن خواتین نے دودھ پیش کرنے کا شرف پایا ان کی تعداد تین ہے۔ ان میں سے ایک آپ کی حقیقی والدہ اور دو رضاعی مائیں ہیں۔

## ۱۔ حضرت سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا

سب سے پہلے یہ شرف آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کو عطا ہوا۔ انہوں نے آپ کو کتنے دن دودھ پلایا اس بارے میں چار اقوال ہیں:

۱۔ نو دن۔ امام زرقانی نے صاحب المورد والغدر کے حوالے سے لکھا ہے:

امہ ارضعتہ تسعۃ ایام۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو نو دن دودھ پلایا۔

۲۔ سات دن۔ امام محمد بن یوسف الصالحی نے انہی سے سات دن کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۳۔ تین دن کا قول بھی ہے۔

۴۔ بعض نے سات ماہ کا قول کیا ہے۔ لیکن یہ قول مردود ہے۔ امام زرقانی لکھتے ہیں:

---

لہ آپ کے تفصیلی حالات جاننے کے لیے ہماری کتاب "حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں" کا مطالعہ کیجئے

وھو وھم کانہ اشتبہ علیہ سبعۃ ایام باشھر او تحرف ذلک علی الناقل عنہ۔ (زرقانی، ۱: ۱۳۷)

یہ وہم ہے۔ سات دن کی جگہ سات ماہ کا اشتباہ ہوگیا ہے یا ناقل نے تحریف کر دی ہے۔

۲۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

---

آپ کی والدہ محترمہ کے بعد جس خوش نصیب خاتون نے حضور کو اپنی گود میں لیا ان کا اسم گرامی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

اول من ارضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثویبۃ ایامًا قبل ان تقدم حلیمہ (دلائل النبوۃ لابی نعیم، ۱: ۱۵۷)

سیدہ حلیمہ کی آمد سے قبل جس خاتون نے آپ کو چند یوم دودھ پلایا ان کا اسم گرامی ثویبہ ہے۔

یہ ابولہب کی لونڈی تھیں۔ حضور کی ولادت کے وقت اس نے ابولہب کو بھتیجے کی خوشخبری دی تو:

اعتقھا فارضعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو اس نے اُسے آزاد کر دیا اور اس نے حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا۔

حضور سے پہلے انہوں نے حضرت حمزہ اور بعد میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو دودھ پلایا لہٰذا یہ دونوں آپ کے رضاعی بھائی ٹھہرے۔ حضور کے ساتھ ان کے حقیقی بیٹے مسروح شریک تھے۔

## اُن کی آزادی کا فائدہ

---

ابولہب مرنے کے ایک سال بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خواب میں

ملا تو انہوں نے پوچھا کیسی گزری ؟ کہنے لگا :

| | |
|---|---|
| ما لقیت بعدکم راحۃ | تمہاری جدائی کے بعد آرام نہیں |
| الا ان العذاب یخفف | پایا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں |
| عنی کل یوم اثنین | تاہم جب سوموار کا دن آتا ہے تو |
| | میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی |
| | ہے۔ |

عذاب میں یہ کمی کس عمل کی بنیاد پر تھی، یہ حضرت عباس کی زبانی سنیے !

| | |
|---|---|
| ان النبی صلی اللہ علیہ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے |
| وسلم ولد یوم اثنین و | دن پیدا ہوئے اس نے اس خوشی |
| کانت ثویبۃ بشرت — | میں اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا کیونکہ |
| ابا لھب بمولدہ فاعتقھا | اس نے اسے آپ کی ولادت کی اطلاع |
| (فتح الباری، ۹ : ۱۴۵) | دی تھی۔ |

لہٰذا جب سوموار کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خوشی کے سبب عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے۔

اس واقعہ سے علماء امت نے اس پر استدلال کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی اگر کافر بھی کرے تو اسے بھی محروم نہیں رکھا جاتا بلکہ اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ امام محمد بن یوسف الصالحی رقمطراز ہیں :

| | |
|---|---|
| قالوا لانہ لما بشرتہ | علماء نے بیان کیا کہ جب ثویبہ نے |
| ثویبۃ بمیلاد ابن اخیہ | ابولہب کو اس کے بھتیجے محمد بن عبداللہ |
| محمد بن عبد اللہ صلی | کی ولادت کی بشارت دی تو اس نے |
| اللہ علیہ وسلم اعتقھا | اسے فی الفور آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ |

من ساعته فجوزی بذلک لذلک۔

(سبل الھدیٰ ۱۰ : ۴۵۸)

نے اس کے عوض اس کے عذاب میں تخفیف فرمادی۔

## حضرت ثویبہ کا اکرام واحترام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ حضرت ثویبہ کا احترام کرتے تھے حتیٰ کہ مدینہ منوّرہ سے ان کے لیے مکہ معظمہ تحائف ارسال فرمایا کرتے :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعث الیھا من المدینۃ بکسوۃ وصلۃ حتی ماتت بعد فتح خیبر فسأل عن ابنھا مسروح فقیل قد مات فسأل عن قرابتھا فقیل لم یبق منھم احد۔

(سبل الھدیٰ ۱۰ : ۴۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثویبہ کی طرف مدینہ طیبہ سے کپڑے اور خرچہ بھیجا کرتے تھے حتیٰ کہ جب فتح خیبر کے بعد ان کا وصال ہوگیا تو آپ نے ان کے بیٹے مسروح کے بارے میں پتہ کروایا تو بتایا گیا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں پھر آپ نے پوچھا کیا ثویبہ کا کوئی عزیز زندہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ ان کا کوئی عزیز باقی نہیں رہا۔

## کیا ثویبہ اسلام لائیں؟

ان کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ محدث ابن مندہ

کہتے ہیں :

اختلف فی اسلام ثویبة (زرقانی، ۱: ۱۳۷)

حضرت ثویبہ کے اسلام کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

امام ابو نعیم فرماتے ہیں :

لا اعلم احدًا اثبت اسلامها۔ (الاصابہ، ۴: ۲۵۷)

میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا جس نے ثویبہ کے اسلام کا قول کیا ہو۔

## آپ کی ہر رضاعی والدہ اسلام لائیں

---

اہلِ سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں لکھا ہے کہ جس خاتون نے بھی آپ کو دودھ پلایا اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی دولت سے نوازا۔

حافظ ابوبکر بن العربی سراج المریدین میں تحریر کرتے ہیں :

انه لم ترضعه مرضعة الا اسلمت۔ (زرقانی، ۱: ۱۳۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس خاتون نے بھی دودھ پلایا وہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئیں۔

اگر یہ ضابطہ پیشِ نظر ہو تو پھر حضرت ثویبہ کا بھی اسلام لانے کا قول ترجیح پا جائے گا۔

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں :

بعضے محدثین او را از صحابیات شمردہ۔ (مدارج النبوۃ، ۲: ۱۹)

بعض محدثین نے حضرت ثویبہ کو صحابیات میں شمار کیا ہے۔

طالب ہاشمی لکھتے ہیں :

حضرت ثویبہ کے قبولِ اسلام پہ متعدد اہلِ سیر متفق ہیں۔

(تذکار صحابیات، ۲۲۴)

## ۲ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

سب سے زیادہ اپنی گود میں حضور علیہ السلام کو رکھنے کا شرف جس خاتون کو حاصل ہوا وہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رضاعی والدہ ہونے میں انہیں بہت زیادہ شہرت حاصل ہے۔

### حضرت حلیمہ کا تعارف

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔ حلیمہ بنتِ ابی ذویب ابن عبداللہ بن سجنہ بن ردغام بن ناصرہ بن قصیبۃ ابن سعد بن بکر بن ہوازن۔

امام نووی لکھتے ہیں کہ ان کی کنیت ام کبشہ ہے اور ان کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزیٰ ہے۔ یاد رہے حضرت حلیمہ کے والد گرامی ابوذویب کا نام عبداللہ بن حارث ہے۔ بعض نے حارث بن عبداللہ تحریر کیا ہے۔

(زرقانی، ۱:۱۴۱)

### حضرت حلیمہ کی مکہ آمد

شرفاء مکہ کا دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو بدوی آبادی اور دیہات میں بھیجدیا کرتے تھے تاکہ بچے کھلی فضا میں بہتر نشوونما پانے کے ساتھ ساتھ لسانی فصاحت و شستگی اور عرب کی خالص زبان حاصل کریں۔ مدتِ رضاعت کے بعد معقول معاوضہ دے کر بچوں کو واپس لایا جاتا تھا۔ اسی لیے نواحِ مکہ کے قبائل کی بدوی عورتیں سال میں دو مرتبہ — بہار اور خزاں میں — بچوں کی

تلاش میں شہر مکہ آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اسی دستور کے مطابق اس سال قبیلہ بنو سعد کی جو دس عورتیں بچوں کو حاصل کرنے کے لیے مکہ آئیں ان میں ایک خاتون حلیمہؓ سعدیہؓ بھی تھیں۔ حلیمہؓ کے ساتھ شیر خوار عبداللہ نامی بچہ، ان کا شوہر حارث، اور ایک اونٹنی تھی۔ اس سفر کی روئیداد حضرت حلیمہ خود بیان کرتی ہیں۔

| | |
|---|---|
| قدمت مکة فی نسوة من بنی | میں بنی سعد کے خاندان کیساتھ |
| سعد فالتمس بها الرضعاء فی | مکہ میں بچوں کو حاصل کرنے کے |
| سنة شهباء فقدمت علی | لیے آئی۔ حالت یہ تھی کہ اس سال |
| اتان لی قمراء کانت اذمت | شدید قحط تھا۔ میری سواری نہایت |
| بالرکب ومعی صبی لنا و | ہی کمزور اور لاغر تھی جس کا چلنا |
| ر شارف لنا واللہ ما تبض | دشوار تھا میرے ساتھ ایک بچہ بھی |
| بقطرة و ما ننام لیلنا ذلک | تھا جو دودھ کے ساتھ سیر نہ ہو |
| اجمع مع صبینا ذاک ما | پاتا اور نہ ہی ہمارے پاس سیر ہو کر |
| نجد فی ثدیی ما یغنیه ولا | کھانے کے لیے کوئی چیز تھی ساری |
| فی شارفنا ما یغنیه | رات اس بچے کی روتے اور ہماری |
| (السیرۃ النبویہ لابن کثیر، ۱: ۲۲۵، ۲۲۶) | جاگتے بسر ہو جاتی۔ |

سواری کے لاغر ہونے کی وجہ سے حضرت حلیمہ مکہ میں دوسری دائیوں کے بعد پہنچیں۔ تمام کی تمام عورتیں بچے حاصل کر چکی تھیں لیکن کسی خاتون نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، یہ محسوس کرتے ہوئے کہ آپ یتیم ہیں لہٰذا معقول معاوضہ نہیں ملے گا، نہ لیا۔ جب حلیمہ کو پتہ چلا کہ سوائے آپ کے کوئی دوسرا بچہ نہیں رہا، اپنے خاوند سے کہا:

| | |
|---|---|
| واللہ انی اکره ان ارجع | اللہ کی قسم اب میں خالی نہیں جاؤں |

من بين صواحبي ليس معي رضيع لانطلقن الى ذلك اليتيم فلاخذنه

(السيرة النبويه لابن كثير ۱ : ۲۲۶)

گی۔ میں اس یتیم بچے کے ہاں جاتی ہوں اور اسے ساتھ لے جاتی ہوں۔

اس کے خاوند حارث نے کہا:

لا عليك ان تفعلي عسى الله ان يجعل لنا فيه بركة۔

(السيرة النبويه لابن كثير، ۱ : ۲۲۶)

ایسا ضرور کر لینا چاہیئے۔ شاید اللہ تعالیٰ اسی میں برکت عطا فرمائے۔

## اسے حلیمہ خاتون ہی دودھ پلائے گی

فرماتی ہیں کہ جب محلہ بنی ہاشم میں آپ کا مکان تلاش کرتی ہوئی میں وہاں پہنچی تو آپ کے دادا عبدالمطلب سے میری ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا:

من انت ؟ — تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا:

انا امرة من بني سعد — میرا تعلق بنی سعد سے ہے۔

فرمایا:

ما اسمك ؟ — تیرا نام؟

میں نے اپنا نام حلیمہ بتایا:

فتبسم عبد المطلب و قال بخ بخ سعد وحلم خصلتان فيهما خير و

تو وہ مسکرائے اور فرمایا بس بس سعادت اور حلم کا اجتماع — ان میں خیر اور عزّت ہی عزت ہے۔

عن الابد۔ (انسان العیون ۱ : ۱۴۷)

نام وغیرہ پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ جب حلیمہ مکہ شریف میں داخل ہوئی تھیں تو عبدالمطلب کو ہاتف غیبی کی طرف سے یہ آواز آئی تھی :

ان ابن آمنة الامین محمدًا  خیر الانام وخیرة الاخیار

(یہ آمنہ بی بی کا امین بیٹا محمد ہے جو تمام مخلوق اور تمام منتخب لوگوں سے افضل ہے)

ما ان له غیر الحلیمة مرضعة  نعم الامینة هی علی الابرار

(اس بچے کو حلیمہ خاتون کے علاوہ کوئی عورت دودھ نہیں پلائے گی اور وہ نہایت نیک اور امانتدار ہیں)

مامونة من کل عیب فاحش  ونقیة الاثواب والازرار

(وہ ہر عیب سے محفوظ ہے اور نہایت لطیف اور پاکیزگی والی ہے)

لا تسلمنه الی سواها انه  امر وحکم جاء من الجبار

(اس خاتون کے علاوہ کسی کے سپرد نہ کرنا اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔)

بعض روایات میں یہ بھی منقول ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ ہوئی تو آسمان سے یہ ندا دی گئی اس بے مثل دُرِّ یتیم کی خدمت وکفالت کون کرے گا؟ زمین وآسمان کی تمام مخلوق میں سے ہر ایک نے اس خواہش کا اظہار کیا کاش یہ خدمت مجھے نصیب ہو جائے تو قدرت کی طرف سے آواز آئی۔

یاجمیع المخلوقات ان الله کتب فی سابق حکمته القدیمة ان نبیه الکریم یکون رضیعه لحلیمة الحلیمة۔

(زرقانی ۱ : ۱۴۱)

اے مخلوق اللہ تعالیٰ نے ازل سے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے مبارک نبی کو گود میں اٹھانے والی حلیمہ ہوگی۔

## بیٹے کے لیے بنی سعد میں دودھ پلانے کا انتظام کرو

آپ کے دادا کے علاوہ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی اس پر آگاہ کر دیا گیا تھا کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حلیمہ کو جب آپ کی دیگر عظمتوں سے آگاہ فرمایا تو ساتھ فرمایا :

قیل لی ثلاث لیال استرضعی ابنکِ فی بنی سعد ثم فی الٰ ابی ذویب

(طبقات ابن سعد، ۱ : ۱۱۱)

مجھے تین دن سے خواب میں کہا جا رہا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کے لیے بنی سعد، آل ابی ذویب سے دودھ پلانے کے لیے انتظام کرو۔

یہ سن کر حضرت حلیمہ نے عرض کیا :

فان زوجی ابو ذویب — میرا خاوند ہی ابو ذویب ہے۔

اس کے بعد عبد المطلب حلیمہ سے یوں مخاطب ہوئے :

"اے حلیمہ یہ میرا بچہ یتیم ہے۔ اسے دیگر خواتین اس لیے نہیں لے گئیں کہ انہیں معقول معاوضہ کی امید نہ تھی۔ اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرے بخت جاگ جائیں تو اسے لے جا۔" حلیمہ نے انہیں کہا کہ آپ مجھے تھوڑی سی مہلت دیں تاکہ میں اپنے خاوند سے دوبارہ مشورہ کر لوں۔

فانصرفت الی صاحبی فاخبرته فکان الله قذف فی قلبها فرحا وسرورا فقال لی یا حلیمة خذیه۔

(انسان العیون، ۱ : ۱۴۷)

میں نے جا کر اپنے خاوند سے تمام ماجرا عرض کیا لیکن مجھے تعجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اتنی خوشی اور فرحت پیدا کر دی تھی کہ فی الفور کہنے لگے کہ حلیمہ دیر مناسب نہیں اس

خوش بخت بچے کو حاصل کر لے۔

میں جلدی سے واپس گئی تو حضرت عبدالمطلب میرا انتظار کر رہے تھے جب میں نے بچہ لانے کو کہا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ ساتھ چلنے کو کہا۔ آپ مجھے اس مکان میں لے گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ کی والدہ نے مجھے خوش آمدید کہا۔

## پہلی زیارت

جب میں مولد النبی (جائے ولادت) میں داخل ہوئی تو دیکھا:

فاذا ھو مدرج فی ثوب صوف ابیض من اللبن و تحتہ حریرۃ خضراء راقد علی قفاہ یغطیفوح منہ رائحۃ المسک۔

آپ دودھ سے بھی سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور نیچے سبز رنگ کا بچھونا ہے، آپ سوئے ہوئے تھے اور آپ کے جسم اطہر سے خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے۔

(انسان العیون، ۱: ۱۴۷)

## میں حسن و جمال میں گم ہو گئی

جب کپڑے کو چہرۂ اقدس سے ہٹایا گیا،

فاشفقت ان اوقظہ من نومہ لحسنہ وجمالہ

تو میں آپ کے حسن و جمال میں اس طرح گم ہو گئی کہ مجھے جگانے کی ہمت نہ رہی۔

(انسان العیون، ۱: ۱۴۷)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی ان الفاظ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

پس بخواستم کہ بیدار می کنم او را
از خواب پس عاشق شدم بر حسن
و جمال وے۔ (مدارج النبوۃ ۲:۱۹)

جگانا چاہا مگر میں آپ کے حسن و
جمال پہ فریفتہ ہو کر رہ گئی۔

## نوری شعاعیں آسمان تک

جب میں کچھ سنبھلی تو میں نے نزدیک ہو کر آپ کے سینۂ اقدس پہ ہاتھ رکھا:

فوضعت یدی علی صدرہ
فتبسم ضاحکا وفتح عینیہ
الیّ فخرج من عینیہ نور حتی
دخل خلال السماء وانا انظر
فقبلتہ بین عینیہ واخذتہ

(آثار المحمدیہ لاحمد زینی دحلان
۱:۴۷)

آپ نے تبسم فرمایا اور آنکھیں کھول
کر مجھے دیکھا جب آپ نے آنکھیں
کھولیں تو میں نے دیکھا کہ آنکھوں
سے ایک نور نکل رہا ہے اور اس
کی شعاعیں آسمان تک پھیلی ہوئی
ہیں۔ میں رہ نہ سکی۔ میں نے آپ کی
دونوں آنکھوں کے درمیان۔
(جبین مقدس پہ) بوسہ دیا اور گود میں
اٹھالیا۔

## آپ کو لے جانا میرا تقاضا بن گیا

صاحب سیرت حلبیہ نے حضرت حلیمہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

وما حملنی علی اخذہ (ای
فی ابتداء الامر) الا انی لم
اجد غیرہ والا فما ذکرتہ

جب لینے گئی تھی تو مجبوری تھی
کہ کوئی بچہ نہ ملا تھا لیکن جب زیارت
سے مشرف ہو گئی تو اب آپ کو

من اوصافه مقتض  لے جانا میرا تقاضا بن گیا۔

لاخذہ۔ (سیرت حلبیہ، ۱: ۱۴۷)

## حلیمہ کی گود میں

حلیمہ سعدیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے ایک پستان سے ان دنوں دودھ نہیں آرہا تھا۔ اس ضمن میں امام ہمدانی سبعیات میں حلیمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ان احد ثدیی حلیمه کان لا | کہ میرے ایک پستان سے دودھ |
| یدر اللبن منه فلما وضعته | نہیں آتا تھا۔ جب میں نے آپ |
| فی فم رسول اللّٰه صلی اللّٰه | صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پیش کیا |
| علیه وسلم در اللبن۔ | تو آپ کی برکت سے اس سے بھی |
| (انسان العیون، ۱: ۱۴۷) | دودھ جاری ہوگیا۔ |

آپ کی برکت سے میرے دوسرے بچے کو بھی سیر ہوکر دودھ پینا نصیب ہوا۔ میرا خاوند جب اونٹنی کا دودھ دوہنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں اور اس نے اتنا دودھ دیا کہ ہم تمام نے سیر ہوکر پیا۔ آج ہم نے اطمینان کے ساتھ رات بسر کی۔

## عدل وانصاف

امام ابن سبعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہ فرمایا کرتیں۔

| | |
|---|---|
| کنت اعطیه صلی اللّٰه | میں جب آپ کو دایاں دودھ |
| علیه وسلم الثدی فیشرب | پیش کرتی تو آپ نوش فرماتے |
| منه ثم احوله الی الثدی | پھر بائیں جانب رُخِ انور کرتی تو |

الا یسرفیأبی ان یشرب منه (سبل الہدیٰ، ۱: ۴۷۷)

تو آپ دودھ پینے سے انکار فرما دیتے۔

علماء امت نے بیان کیا کہ یہ اعراض عدل و انصاف کے تقاضے پورا کرنے کے لیے تھا۔

و ذلک من عدله صلی الله علیه وسلم لانه علم ان له شریکا فی الرضاعة۔

(سبل الہدیٰ، ۱: ۴۷۷)

یہ اعراض عدل کی وجہ سے تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ میرے ساتھ دودھ پینے میں میرا دوسرا بھائی بھی شریک ہے۔

## حجرِ اسود کا چہرۂ اقدس کے بوسے لینا

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ رات گزارنے کے بعد جب ہم نے صبح واپسی کا ارادہ کیا تو خواہش ہوئی کہ جانے سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ میں آپ کو اٹھا کر حرمِ کعبہ میں لے گئی۔ طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے چاہا کہ حجرِ اسود کو بوسہ دوں لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب آپ کو حجرِ اسود [illegible] واپسی جگہ سے حرکت کرتے آپ کی طرف بڑھا حتیٰ کہ چہرۂ اقدس کے [illegible] کر اس نے بوسے لینے شروع کر دیئے۔

[illegible] وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس روایت کو یوں نقل کرتے ہیں:

[illegible] ان حلیمه لما اخذته [illegible] ت علی الاصنام فنکس [illegible] رأسه وکذا جمیع [illegible] ام من اماکنها تعظیما [illegible] جاءت به الی الحجر

یہ منقول ہے کہ جب حلیمہ آپ کو لے کر حرمِ کعبہ میں گئیں تو تمام بتوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا وہ آپ کو حجرِ اسود کے پاس لے کر پہنچیں تو وہ دیکھتے ہی آپ کی طرف

| | |
|---|---|
| الاوتذعرض عليها رسول | کے لے جانے کے لیے کہا تو اس نے |
| اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | انکار کر دیا کہ یہ یتیم ہے۔ |
| فتاباہ اذ قیل انہ یتیم۔ | |

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی اس کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت حلیمہ کا آپ کو رسول اللہ کہنا اس پر واضح دلیل ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔

| | |
|---|---|
| ھذا صریح فی اسلامھا | یہ ان کے اسلام پر نص ہے کیونکہ انہوں |
| حیث قالت رسول اللہ | نے رسول اللہ بھی کہا اور آپ پر درود |
| وصلت علیہ۔ | وسلام بھی پڑھا۔ |

(زرقانی، ۱: ۲۴۲)

## سیّدہ حلیمہ کا جنّت البقیع میں مزار پُر انوار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں مدینہ طیبہ کے قبرستان "جنت البقیع" میں جن صحابہ و صحابیات کو دفن ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے۔ ان خوش نصیبوں میں آپ کی رضاعی والدہ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ آپ کے مزار کی عمارت بھی دیگر عمارات کی طرح گرا دی گئی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی آپ کے مزار پُر انوار کا ذکر یوں کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| در بقیع قبۂ ایست خرد کہ آنرا قبۂ حلیمہ | جنت البقیع میں ایک چھوٹا سا گنبد ہے |
| سعدیہ میگویند و زیارت می کنند آنرا۔ | جسے قبۂ حلیمہ سعدیہ کہا جاتا ہے اور لوگ |
| (مدارج النبوۃ: ۲: ۶۹۲) | اس کی زیارت کرتے ہیں۔ |

بقیع شریف کے موجودہ گیٹ سے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مسجد اقدس میں جائیں تو بائیں ہاتھ چند گز کے فاصلہ پر آپ کا مزار مقدس ہے۔ اس حقیر

پُر تقصیر کو متعدد دفعہ آپ کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

یہ بھی آپ کے اسلام پر ایک اہم دلیل ہے۔

## پچھلے صفحات پر سیّدہ کے اسلام لانے پر مختلف دلائل آپ نے پڑھے۔ ایک اہم دلیل بقیع شریف میں مزار کا ہونا بھی ہے کیونکہ وہاں کسی غیر مسلم کی تدفین کیسے ہو سکتی ہے بلکہ آپ تو طائف کی رہنے والی ہیں۔ وہاں سے وفات کے بعد یا پہلے مدینہ طیبہ منتقل ہونا واضح طور پر ان کے مسلمان ہونے کی نشاندہی کر رہا ہے۔ محدث دہلوی نے آپ کے اسلام کے بارے میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے یہی بات تحریر کی ہے۔ یعنی انہوں نے بھی اس سے آپ کے اسلام پر استدلال کیا ہے۔

## حضرت عیسٰی علیہ السلام اور سیدہ حلیمہ کا احترام

حافظ مغلطائی فرماتے ہیں کہ ربیع الثانی ۸۳۸ھ کی بائیسویں رات کو مجھے خواب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زیارت ہوئی،

وسألته عنها فقال عجبًا رضی اللہ تعالیٰ عنها۔

(سبل الھدیٰ ۱۰: ۴۶۸)

تو میں نے ان سے سیّدہ حلیمہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواباً رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا۔

## اجتماعی ملاقات

کتب سیرت میں یہ بھی موجود ہے کہ بعض اوقات سیدہ حلیمہ اپنے شوہر اور دیگر رضاعی بچوں کے ساتھ ملاقات کے لیے تشریف لایا کرتی تھیں۔ سنن ابوداؤد میں حضرت عمرو بن سائب سے منقول ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن

تشریف فرما تھے:

| | |
|---|---|
| فاقبل ابوہ من الرضاعۃ | آپ کے رضاعی والد آئے۔ آپ نے |
| فوضع لہ بعض ثوبہ فقعد | کپڑا کا ایک حصہ بچھایا جس پہ وہ بیٹھ |
| علیہ ثم اقبلت امہ فوضع | گئے۔ پھر آپ کی والدہ آئیں تو آپ نے |
| لہا شق ثوبہ من جانبہ | دوسری جانب سے کپڑا بچھا دیا۔ اس |
| الآخر فجلست علیہ ثم | پر وہ بیٹھ گئیں پھر آپ کے رضاعی |
| اقبل اخوہ من الرضاعۃ | بھائی آئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور |
| فقام رسول اللہ صلی اللہ | انہیں ان کے درمیان بٹھا دیا۔ |
| علیہ وسلم اجلسہ بین یدیہ | |

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب)

## آپ کے شوہر حارث کا اسلام لانا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح ان کے شوہر اور حضور کے رضاعی والد گرامی حضرت ابو عبد اللہ حارث نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ یونس بن کبیر سے منقول ہے کہ مجھے میرے والد اسحاق بن یسار نے بنو سعد کے مختلف افراد کے حوالے سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی والد گرامی حضرت حارث مکہ معظمہ تشریف لائے۔ اس وقت حضور پہ قرآنی وحی کا نزول شروع ہو چکا تھا۔ قریش نے انہیں بلایا اور پوچھا

| | |
|---|---|
| الا تسمع یا حارث مایقول | اے حارث تو نے سنا ہے تیرا بیٹا کیا |
| ابنک ھذا؟ | کہتا ہے؟ |

آپ نے فرمایا تم بتاؤ وہ کیا کہتے ہیں؟ کہا وہ کہتے ہیں کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی ہے اور اللہ تعالیٰ نے دار آخرت بنائی ہے جس میں اللہ کے نافرمانوں کو عذاب اور

اور فرمانبرداروں کو عزت نصیب ہوگی۔

حضرت حارث حضور علیہ السلام کے پاس گئے اور پوچھا بیٹے کیا آپ کے بارے میں لوگ سچ کہہ رہے ہیں؟

| | |
|---|---|
| انك تقول ان الناس يبعثون بعد الموت ثم يعيدون الى جنة و نار۔ | آپ نے کہا ہے لوگ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے اور وہ جنت و دوزخ کی طرف جائیں گے |

آپ نے فرمایا ہاں میں نے اس بات کا اعلان کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| يا ابت لقد اخذت بيدك حتى اعرفك حديثك اليوم۔ | اے والد گرامی میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر حتی کہ آج کی بات بھی یاد رکھوں گا۔ |

آپ کی پُر تاثیر اور شیریں گفتگو سن کر حضرت حارث یہ کہتے ہوئے اسلام لائے:

| | |
|---|---|
| لو اخذ ابنی بيدی فعرفنی ما قال لم يرسلنی ان شاء الله تعالیٰ حتی يدخلنی الجنة۔ | اگر میرے بیٹے نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہچان لیا تو ان شاء اللہ مجھے جنت میں داخل کرنے سے پہلے نہیں چھوڑیں گے۔ |

(سبل الہدیٰ، ۱: ۴۶۹)

## مذکورہ خواتین کے علاوہ کسی خاتون کو آپ کی رضاعی ماں قرار دینا مناسب نہیں

ہمارے مطالعہ کے مطابق فقط یہ دو خواتین آپ کی رضاعی مائیں ہیں۔ بعض لوگوں نے کچھ دیگر خواتین کو بھی آپ کی رضاعی ماؤں میں شمار کیا ہے۔ ہم یہاں تفصیلاً ان کا بھی تجزیہ کیے دیتے ہیں۔

## ۱۔ سعدیہ خاتون

تیسری خاتون جسے یہ عظیم شرف نصیب ہوا وہ قبیلہ بنو سعد میں سے ہے۔ اور یہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رضاعی والدہ ہیں :

طبقات ابنِ سعد میں ابنِ ابی ملیکہ سے ہے :

وکانت ام حمزۃ قد ارضعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عند امہ حلیمہ۔

حضرت حمزہ کی رضاعی والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دودھ پلایا جب وہ حضرت حلیمہ کے پاس تھے۔

شیخ ابنِ قیمؒ نے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کا دوسرا رضاعی بھائی قرار دیتے ہوئے تصریح کی :

فکان حمزۃ رضیع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من وجھین من جھۃ ثویبۃ و من جھۃ السعدیۃ۔

حضرت حمزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طرح سے رضاعی بھائی ہیں ایک حضرت ثویبہ اور دوسری حضرت سعدیہ خاتون کی وجہ سے

(زاد المعاد، ۱: ۱۹)

لیکن اس خاتون کو رضاعی ماں قرار دینا اس لیے محل نظر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنا رضاعی بھائی بیان کرتے ہوئے ہمیشہ یہ فرمایا۔ کہ مجھے اور حمزہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ کبھی بھی سعدیہ خاتون کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کیوں نہ یوں فرماتے کہ وہ میرے دو طرح سے رضاعی بھائی ہیں۔

## ۶۔ حضرت خولہ بنت المنذر ام بردہ انصاریہ

امام ابو الحسن ابراہیم بن یحییٰ المعروف ابن الامین نے ذیل الاستیعاب میں ذکر کیا کہ حضرت خولہ بنت منذر نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ تجرید، المورد اور العیون میں یوں ہی ہے لیکن امام محمد بن یوسف الصالحی نے یہ کہتے ہوئے رد کیا ہے کہ یہ آپ کی نہیں بلکہ آپ کے صاحبزادے سیّدنا ابراہیم سلام اللہ علیہ کی رضاعی والدہ ہیں۔ حافظ ابنِ حجر نے الاصابہ میں تصریح کی ہے:

مرضعة ابراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم ام برده مشهورة بكنيتها.

(الاصابہ، ۴: ۲۹۳)

حضور علیہ السلام کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم کو دودھ پلانے والی خاتون ام بردہ کے نام سے مشہور ہیں۔

امام ابن عبد البر نے بھی تحریر کیا ہے:

ارضعت ابراهيم ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم قاله العدوي.

(الاستیعاب، ۴: ۲۹۲)

ام بردہ نے حضور علیہ السلام کے بیٹے سیدنا ابراہیم کو دودھ پلایا۔ عدوی سے اسی طرح منقول ہے۔

شاید بعض نسخوں میں لفظِ "ابن" ساقط ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے ابن امین کو وہم ہو گیا۔ لکھتے ہیں کہ کافی عرصہ کے بعد قاضی عز الدین، ابن القاضی بدر الدین بن جماعہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی سیرت مختصرہ پڑھی تو یہ عبارت پڑھ کر میں نہایت ہی مسرور ہوا۔

| | |
|---|---|
| ان ابن الامیین وھم فی | ابن الامیین کا اسے رضاعی ماں شمار کرنا |
| ذکرھا فی الرضاع - وان | وہم ہے - اگرچہ بعض معاصرین |
| بعض العصریین حکوا | نے بغیر تعاقب ورد کے اسے |
| ذلک عنہ من غیر تعقب | ذکر کر دیا ہے - |

(سبل الھدیٰ والرشاد، ۱: ۴۶۰)

## ۵۰۴-۳ - قبیلہ بنو سلیم کی تین خواتین

بعض اہلِ سیر نے بنو سلیم کی تین خواتین کو بھی آپ کی رضاعی ماؤں میں شمار کیا ہے اور ان کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک جملہ ہے جو آپ نے غزوۂ حنین کے موقعہ پر رجزاً فرمایا :

| | |
|---|---|
| انا ابن العواتک من بنی سلیم | میں بنو سلیم کی ان خواتین کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ ہے - |

اسے محدث سعید بن منصور نے سنن میں اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت شیبہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے -

ابنِ عساکر نے حضرت قتادہ سے ایک غزوہ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات بھی نقل کیے ہیں :

| | |
|---|---|
| انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب انا ابن العواتک - | میں نبی ہوں، جھوٹ نہیں - میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں - ان خواتین کا بیٹا جن کا نام عاتکہ ہے - |

## اہلِ سیر کی غلط فہمی

مذکورہ فرمان کی بنا پر ان خواتین کو آپ کی رضاعی ماؤں میں شامل کرنا درست

نہیں کیونکہ اہلِ لغت وحدیث امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس ، جوہری صاحبِ صحاح ، صنعانی اور امام مناوی وغیرہ نے تصریح کردی ہے کہ عاتکہ نامی خواتین آپ کی جدات میں ہیں ۔ شیخ محمد علوی مالکی مذکورہ مبارک جملہ کا معنی بیان کرتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| کان لہ ثلاث جدات من | بنو سلیم سے آپ کی تین دادیاں |
| سلیم کل تسمی عاتکہ۔ | تھیں جن کا نام عاتکہ ہے |

اس کے بعد ان تینوں کے اسمائے گرامی اور ان کا جدات میں سے ہونا یوں لکھتے ہیں :

۱ - عاتکہ بنت ہلال بن فالج بن زکوان (یہ عبد مناف کی والدہ ہیں)
۲ - عاتکہ بنت مرہ بن ہلال (ہاشم کی والدہ)
۳ - عاتکہ بنت الاوقص بن مرۃ بن ہلال (حضرت آمنہ کے والد وہب کی ماں)

(الذخائر المحمدیہ ، ۲۳۲)

مولانا احمد رضا خاں قادری اسی جملہ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"علامہ مناوی صاحب تیسیر و امام مجد الدین فیروز آبادی صاحبِ قاموس و جوہری صاحب صحاح وصنعانی وغیرہم نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا ۔ ابن بری نے کہا وہ بارہ بیبیاں عاتکہ کی نام کی تھیں ۔ تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے اور دو قرشیات ، دو عدوانیات اور ایک مالیک کنانیہ ، اسدیہ ، ھذلیہ ، قضاعیہ ، ازدیہ ۔ (شمول الاسلام ص۱۱)

جب یہ بات تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ یہ خواتین آپ کی جدات ہیں تو پھر انہیں رضاعی مائیں قرار دینا درست نہیں ۔

## ۶۔ ام فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شیخ جعفر المستغفری نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی رضاعی ماؤں میں حضرت ام فروہ بھی شامل ہیں۔ ان سے ایک روایت ابن اسحاق کے حوالے سے یوں بیان کی گئی ہے۔

ام فروہ ظئر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اویت الی فراشک فاقرأ قل یایھا الکافرون "فانھا برأت من الشرک۔

حضور کی رضاعی والدہ حضرت ام فروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بستر پہ لیٹو تو سورۂ کافرون پڑھو کیونکہ یہ شرک سے برأت ہے۔

شیخ ابو موسیٰ المدینی فرماتے ہیں اس حدیث کے راوی کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کے راوی فروہ تھے، بعض کے نزدیک ام فروہ ہیں۔ لیکن آخری قول نہایت غریب ہے۔

حافظ ابن حجر اصابہ میں فرماتے ہیں اس حدیث کو ام فروہ کی روایت قرار دینا بالکل غلط ہے بلکہ اسے اصحاب سنن نے فروہ بن نوفل سے روایت کیا ہے۔

(سبل الھدیٰ ۱: ۴۶۱)

## ۷۔ حضرت اُمّ ایمن برکہ بنت حفص رضی اللہ عنہا

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کو والد گرامی حضرت عبداللہ یا والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے بطور وراثت ملی تھیں۔

مشہور یہی ہے کہ انہوں نے دودھ نہیں پلایا بلکہ خدمت کی ہے مگر امام قرطبی

وغیرہ نے انہیں بھی آپ کی رضاعی ماؤں میں شامل کیا ہے۔ اکثر اہلِ سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ پہلے آپ کی والدہ ماجدہ پھر حضرت ثویبہ اور اس کے بعد حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا لیکن بعض اہلِ تحقیق نے ترتیب یوں بیان کی ہے۔

ارضع الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امہ سبعة ایام ثم ثویبة ثم برکه ام ایمن ثم حلیمه

(اتحاف الورٰی، ۱: ۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے آپ کی والدہ ماجدہ نے سات دن پھر حضرت ثویبہ نے پھر حضرت ام ایمن نے اور پھر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دودھ پلایا۔

مولانا احمد رضا قادری نے بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کی رضاعی ماؤں میں شامل کیا ہے اپنی کتاب شمول الاسلام میں تحریر کرتے ہیں:

"مرضعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (حضور کو دودھ پلانے والی) کا نام پاک برکت اور کنیت ام ایمن کہ یہ بھی یمن و برکت و راستی و قوت یہ اجلہ صحابیات سے ہوئیں۔"

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، ۲۲)

مگر امام زرقانی فرماتے ہیں:

والمشهور انها من الحواضن لا المراضع۔

(زرقانی، ۱: ۱۳۷)

مشہور یہی ہے کہ حضرت ام ایمن خدمت کرنے والی خواتین میں شامل ہیں نا کہ دودھ پلانے والی خواتین میں۔

حافظ شیخ محمد بن یوسف الصالحی کے ہیں:۔

(سبل الھدیٰ، ۱: ۴۶۰)

لہٰذا درست یہی ہے کہ آپ رضاعی والدہ نہیں ہاں منہ بولی ماں ہیں۔

## حضرت ام ایمن اور سفرِ مدینہ

جب آپ کی والدہ محترمہ مدینہ طیبہ میں اپنے والدین کو ملنے تشریف لے گئیں تو اُن کے ساتھ حضور کے علاوہ یہ خاتون (ام ایمن) بھی تھیں۔ ایک ماہ وہاں ٹھہرنے کے بعد جب واپس مکہ روانہ ہوئے تو راستہ میں مقام ابواء (مستورہ کے قریب) پر آپ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کا وصال ہوگیا اور وہیں آپکی تدفین ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ام ایمن ہی حضور کو لے کر مکہ معظمہ آئی تھیں۔

## وصال کا منظر

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کے وصال کا وقت آیا تو حضور ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی والدہ ماجدہ نے آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھا اور یہ اشعار پڑھے اور الوداع کہا:

| | |
|---|---|
| باوک اللہ فیکَ من غلام | یا ابن الذی من حولۃ الحمام |
| فانت مبعوث الی الانام | من عند ذی الجلال والاکرام |
| تبعث فی الحل و فی الحرام | تبعث فی التحقیق والاسلام |
| دین ابیکَ البر ابراھیم | فاللہ انھاکَ عن الاصنام |

(اے یتیم بیٹے اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے تو تمام مخلوق کی طرف نبی ہے تو تمام روئے کائنات کے لیے اسلام جیسے دین کا اعلان کرنے والا ہے اور اپنے والد ابراہیم کے اعلیٰ دین کا، کہ اللہ نے بتوں کی عبادت سے منع فرمایا ہے۔

## والدہ محترمہ کے اقوالِ زرّیں

اس کے بعد فرمایا: "ہر زندہ پر موت آنے والی ہے۔ ہر نیا بوسیدہ ہونے والا ہے، ہر بڑا فنا ہو جائے گا۔ میں فوت ہو جاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا۔ یقیناً میں نے پاکیزہ بیٹا جنا ہے اور میں تمام مخلوق کے لیے خیر و برکت چھوڑے جا رہی ہوں۔ (المواہب اللدنیہ، ۱: ۱۶۹)

## یہ اِس اُمّت کے نبی ہیں

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ہم آپ کی والدہ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں تھے تو اس وقت اہلِ کتاب میں سے جو عالم بھی حضور علیہ السلام کو دیکھتا وہ پکار اٹھتا یہ تو اللہ کے نبی ہیں۔

امام ابونعیم نقل کرتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا مجھے ایک یہودی ملا۔ اس نے مجھے خوب اچھی طرح دیکھا پھر چلا گیا۔ ایک دن تنہائی میں مجھے اس نے پوچھا اے بچے تیرا نام کیا ہے۔ میں نے بتایا "احمد" پھر اس نے میری پشت دیکھی۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

ھذا نبی ھذہ الامۃ — یہ بچہ اس اُمّت کا نبی ہے۔

پھر اس نے میرے ننھیال کو خبر دی تو جب میری والدہ کو اطلاع ملی تو انہوں نے مدینہ طیبہ سے فی الفور واپسی کا ارادہ کر لیا۔

(دلائل النبوۃ، ۱: ۱۶۳)

حضرت ام ایمن سے مروی ہے کہ ایک دن دو یہودی علماء آئے اور کہنے لگے ہم احمد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب انہوں نے آپ کی زیارت کی تو ایک دوسرے سے کہنے لگا۔

هذا نبی هذه الامة و هذه دار الهجرة۔

یہ اس امت کے نبی ہیں اور یہ شہر ان کی ہجرت کا مقام ہے۔

(دلائل النبوۃ، ۱: ۱۶۴)

## اعلانِ نبوت سے پہلے ایمان

شیخ احمد شہاب الدین الخفاجی مذکورہ مرویات کو دلیل بناتے ہوئے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں رقم طراز ہیں:

کانت تحبه وتحضنه وامنت به صلی الله علیه وسلم قبل بعثته لان امه ذهبت به لاخواله بنی النجار بالمدینه و اقامت شهرًا عندهم فکان الیهود یختلفون و ینظرونه فسمعتهم ام ایمن یقولون هذا نبی هذه الامة فرق ذلك فی قلبها فهی اول من امن به صلی الله علیه وسلم۔

(نسیم الریاض، ۳: ۴۲۰)

ام ایمن آپ کی آیا ہیں۔ انہیں آپ سے بہت زیادہ محبت تھی وہ آپ پہ اعلانِ نبوت سے پہلے سے ایمان لا چکی تھیں کیونکہ آپ کی والدہ حضور کو لے کر آپ کے ننھیال مدینہ طیبہ گئی تھیں۔ وہاں ایک ماہ تک مقیم رہیں یہود آپ کو دیکھنے آتے تھے۔ تو ام ایمن نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا یہ بچہ اس امت کا نبی ہے تو اس بات نے ام ایمن کے دل میں گھر کر لیا تو یہ حضور پہ سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ہیں۔

## "ام ایمن" کنیت کی وجہ

حضور علیہ السلام نے انہیں آزاد کر کے قبیلہ بنو حارث کے بن زید بن عمرو سے

ان کا نکاح کر دیا ۔ ان کے ہاں بیٹا ہوا ۔ جن کا نام ایمن رکھا گیا ۔ اس پر ان کی کنیت ہے ۔ ان کی وفات پر حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر وا دیا ۔ اُن کے بطن حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے ۔ حضرت ام ایمن کے صاحبزادے حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے صحابی اور آپ کے خدام میں شامل ہیں ۔ حضور علیہ السلام کے وضو کا برتن ان کے پاس ہوتا تھا ۔ اسی وجہ سے انہیں "صاحب مطہرہ" کہا جاتا ہے ۔ غزوۂ حنین کے موقع پر یہ شہید ہوئے ۔

## حضرت ام ایمن کا احترام و اکرام

جن خواتین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ احترام و اکرام فرماتے ان میں ام ایمن برکہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں ۔ اکثر ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ چلا گیا ۔ انہوں نے ایک برتن میں آپ کی خدمت میں پینے والی چیز پیش کی مگر آپ نے عذر کی بنا پر اسے نہ لیا ۔ چونکہ وہ آپ کی رضاعی والدہ تھیں اس لیے

فجعلت تصعب علیہ و تذمر علیہ ۔ — انہوں نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ۔

(المسلم ، باب فضائل ام ایمن)

## سیّدنا ابوبکرؓ کا معمول

حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے ۔ حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ ایک

دن حضرت ابوبکر نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا :

| | |
|---|---|
| انطلق بنا الی ام ایمن نزورها | کہ چلیں حضرت ام ایمن سے ملاقات کر |
| کما کان رسول الله صلی الله | آئیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |
| علیه وسلم یزورها۔ | ان سے ملاقات کے لیے تشریف لیجایا |
| | کرتے تھے۔ |

جب دونوں حضرات ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔

ان سے پوچھا گیا :

| | |
|---|---|
| ما یبکیک ؟ ما تعلمیت | کیوں روتی ہیں ! جانتی نہیں کہ آپ |
| ان ما عند الله خیر | صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں |
| لرسول الله صلی الله علیه | ہیں جو اس دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ |
| وسلم۔ | |

یہ سُن کر انہوں نے فرمایا :

| | |
|---|---|
| انی لاعلم ما عند الله خیر | یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ وہاں |
| لرسول الله صلی الله علیه | آپ اعلیٰ مقام پہ فائز ہیں لیکن میں |
| وسلم ولکن ابکی ان الوحی | اس لیے روتی ہوں کہ اللہ پاک کی |
| قد انقطع من السماء۔ | عظیم نعمت وحی سے ہم محروم ہو گئے |
| | جو کہ آپ کے سبب صبح و شام میسر |
| | آتی تھی۔ |

جب ان حضرات نے یہ بات سنی ،

| | |
|---|---|
| فجعلا یبکیان معها۔ | تو ان دونوں نے بھی یاد محبوب |
| (المسلم ، باب فضائل ام ایمن) | میں رونا شروع کر دیا۔ |

## یہ میری والدہ کے بعد میری والدہ ہیں

حضور انہیں اپنی والدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کرتے :

ھی امی بعد امی ۔ میری والدہ کے بعد یہ میری والدہ ہیں

(نسیم الریاض ، ۳ : ۴۲۰)

## آپ کے پیٹ میں کبھی تکلیف نہ ہوگی

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک رات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا مجھے پیاس محسوس ہوئی ۔ اٹھی ،

فشربت ما فیھا وانا لا اشعر انہ بول لطیب رائحتہ ۔

میں نے اس پیشاب کو پانی سمجھ کر پی لیا اور مجھے پیاری پیاری مہک کی وجہ سے پیشاب محسوس تک نہ ہوا ۔

صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ فلاں برتن میں پیشاب ہے ۔ اسے باہر پھینک دو ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تو میں نے پانی سمجھ کر پی لیا ہے ۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں اور پھر فرمایا : اے ام ایمن

واللہ لا یجعن بطنک

آج کے بعد تیرے بطن کو کوئی بیماری عارض نہ ہوگی ۔

(المواہب مع الزرقانی ، ۴ : ۲۳۱)

## آسمان سے پانی کا ڈول آنا

ابن سعد نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل میں حضرت عثمان بن قاسم سے

بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے ہجرت کی تو انہیں روحا سے پہلے مقام منصرف پر شام ہوگئی۔ سخت پیاس لگی۔

فدلی علیہا من السماء دلو من ماء برشاء ابیض۔

تو ان پر آسمان سے سفید رسی کے ساتھ پانی کا ڈول اتر آیا۔

انہوں نے خوب سیر ہوکر پانی پیا۔ اس کے بعد فرمایا کرتی تھیں:

ما اصابنی بعد ذلک عطش ولقد تعرضت للصوم فی الھواجر فما عطشت بعد تلک الشربۃ۔

اس کے بعد مجھے پیاس نہیں لگی۔ میں نے گرمیوں کے دنوں میں بھی روزہ رکھا مگر یہ پانی پی لینے کے بعد کبھی پیاس قریب نہ آئی۔

(زرقانی، ۱: ۱۸۸)

## حضرت اُمِّ ایمن کا وصال

ان کے وصال کے بارے میں دو طرح کی روایات ہیں:

۱۔ اُن کا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پانچ ماہ بعد ہوگیا۔ امام مسلم اور ابن السکن نے امام زہری سے نقل کیا ہے۔

انہا ماتت بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخمسۃ اشھر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پانچ ماہ کے بعد یہ فوت ہوگئیں۔

(المسلم)

۲۔ امام واقدی کی رائے یہ ہے کہ ان کا وصال خلافت عثمانی میں ہوا۔ اس قول کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ طارق بن شہاب سے نقل کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ بہت روئیں۔ پوچھا تو فرمایا:

اليوم وهى الاسلام۔ آج اسلام کمزور ہوگیا ہے۔

(الطبقات ۳ : ۲۶۹)

امام زرقانی اس روایت کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذا موصول فهو اقوى من خبر الزهرى المرسل واعتمد ابن منده وغيره قول الواقدى وزاد ابن منده انها ماتت بعد عمر لعشرين يومًا۔

(زرقانی ۱ : ۱۶۳)

یہ روایت متصل ہونے کی وجہ سے مرسل زہری سے قوی ہے۔ محدث ابن مندہ وغیرہ نے واقدی کے قول پر ہی اعتماد کیا اور کہا کہ ان کا وصال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیس دن بعد ہوا۔

# آپ کے رضاعی بہن بھائی

گذشتہ صفحات آپ کی رضاعی ماؤں کے تذکرہ پہ مشتمل ہیں۔ اب ہم آپ کے رضاعی بھائی بہنوں کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں :

## ۱۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے پہلے آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا۔ اسی طرح قبیلہ سعد کی اس خاتون نے جو حضرت حمزہ کی رضاعی والدہ ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا تھا۔ لہٰذا حضرت حمزہ آپ کے دوسرے رضاعی بھائی قرار پائے۔

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں :

فکان حمزۃ رضیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجہین من وجہۃ ثویبۃ ومن جھۃ السعدیۃ

(زاد المعاد، ۱ : ۱۹)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طرح سے رضاعی بھائی ہیں۔ ایک حضرت ثویبہ اور دوسرے حضرت سعدیہ خاتون کی وجہ سے۔

## حضرت حمزہ کے رضاعی بھائی ہونے کا ذکر

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی ہونے کا تذکرہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے عقد فرمالیں تو اس وقت آپ نے فرمایا :

انها لا تحل لی انها ابنت اخی ارضعتنی واباها ثویبہ

(الوفا، ۱: ۱۰۷)

وہ میرے لیے حلال نہیں کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ان کے والد کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔

## ۲۔ حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ

انہیں بھی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے بعد اپنا دودھ پلایا جس کی بنا پر یہ آپ کے رضاعی بھائی ٹھہرے۔ ان کے رضاعی بھائی ہونے کا تذکرہ بھی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے حضور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ میری درخواست ہے کہ میری ہمشیرہ ابوسفیان کی بیٹی عزۃ سے نکاح کرلیں۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے؟ عرض کیا ہاں کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ وہ بھی اس خیر میں میرے ساتھ شریک ہوجائے۔ آپ نے فرمایا:

فان ذلکؐ لا یحل لی۔ وہ میرے لیے حلال نہیں۔

عرض کیا یارسول اللہ سنا ہے آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کررہے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

انہا لو لم تکن ربیبتی فی حجری ما حلت لی انہا لابنۃ اخی من الرضاعۃ ارضعتنی و ابا سلمۃ ثویبۃ

(البخاری، کتاب النکاح)

اگر وہ میری گود میں نہ بھی پلی ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔

## ۳۔ مسروح بن ثویبہ

جب حضرت ثویبہ نے حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا تو اس وقت ان کا حقیقی بیٹا مسروح بھی حالتِ رضاعت میں تھا۔ اسی مبارک نسبت پر وہ بھی آپ کا رضاعی بھائی بنا۔ فتح خیبر کے بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا جب انتقال ہوگیا تو،

فسأل عن ابنها مسروح فقيل قد مات۔

(سبل الھدیٰ، ۱: ۴۵۹)

تو حضور نے اس کے بیٹے مسروح کے بارے میں پوچھا تو عرض کیا گیا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔

## ۴۔ عبداللہ بن حارث

یہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بیٹے ہیں:

وھو الذی شرب مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ پیا تھا۔

امام بیہقی نے شیخ علائی کی سند سے ان کا نام ضمرہ بیان کیا ہے۔

(سبل الھدیٰ، ۱: ۴۶۳)

## حضرت عبداللہ کے ایمان لانے کا واقعہ

ابنِ سعد نے اسحاق بن عبداللہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے رضاعی بھائی اعلانِ نبوت کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ!

| | |
|---|---|
| اترى ان يكون بعث ؟ | آپ کا خیال ہے کیا ہم دوبارہ زندہ ہوں گے ؛ یعنی کیا قیامت ہے ؟ |
| آپ نے فرمایا : | |
| اما والّذى نفسى بيده لاخذت بيدكَ يوم القيامة ولا عرفنكَ . | ہاں قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہاتھ پکڑوں گا قیامت کے روز اور تجھے پہچانوں گا. |

راوی کہتے ہیں جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو ایمان لے آئے اور روتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے ۔

| | |
|---|---|
| انا ارجو ان ياخذ النبى صلى الله عليه وسلم بيدى يوم القيامة فانجو ۔ | میں امیدوار ہوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت میرا ہاتھ پکڑیں گے اور میں نجات پا جاؤں گا۔ |

(زرقانی ، ۱ : ۱۴۲)

رہی یہ بات کہ یہ واقعہ بعینہٖ ان کے والد حارث سے بھی منسوب ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان ہوا تو اس کا جواب حافظ ابنِ حجر نے الاصابہ میں یہی دیا ہے:

| | |
|---|---|
| ويحتمل ان يكون ذلكَ وقع للاب والابن ۔ | ممکن ہے ایسا واقعہ والد اور بیٹے دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو ۔ |

(زرقانی ، ۱ : ۱۴۳)

## ۵ . حفص بن حارث

حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں ان کے بارے میں لکھا ہے :

حفص بن حلیمه السعدیه التی ارضعت النبی صلی الله علیه وسلم اخوالنبی صلی الله علیه وسلم من الرضاعة.

(الاصابہ ۲ : ۳۵)

حفص کو بھی حضرت حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا ہے اس لیے وہ بھی حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ٹھہرے۔

## ۶۔ امیہ بنتِ حارث

ان کا تذکرہ امام ابو سعد نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں کیا ہے کہ یہ آپ کی رضاعی بہن ہیں اور حافظ ابنِ حجر نے اسے ثابت و برقرار رکھا ہے۔

## ۷۔ حذافہ المعروف شیما بنتِ حلیمہ

ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔

۱۔ بُدامہ ۔ جیم پر پیش، دال الف اور میم ہا (الطبقات الکبریٰ ۱ : ۱۱۰)

۲۔ حُذافہ ۔ حا پر پیش، ذال اور فا (الاستیعاب، ۴ : ۲۷۷)

شیخ خشنی کے نزدیک یہی رائے صواب ہے۔ (زرقانی، ۱ : ۱۴۶)

۳۔ خِذامہ ۔ خا کے نیچے زیر اور ذال (سبل الھدیٰ ۱ : ۴۶۳)

۴۔ الوفا میں ان کا نام حذامہ ہے۔ (الوفا ۱ : ۱۳۹)

۵۔ کتاب المعارف میں جذامہ بھی آیا ہے

۶۔ جس نام سے یہ مشہور ہیں وہ الشیماء ہے۔ (شین پر زبر اور یا ساکنہ) ہے۔ بعض روایات میں بغیر یا کے بھی ہے۔ (زرقانی ۱ : ۱۴۶)

ابن اسحاق، یونس بن بکیر سے روایت کرتے ہیں، کہ یہ اپنے اصل نام کے بجائے

| | |
|---|---|
| وھی الشیماء غلب علیھا | شیما کے نام سے ہی معروف ہیں اور |
| ذلکَ فلا تعرف فی قومھا الا | اپنی قوم میں اسی نام سے مشہور تھیں |
| بہ۔ (الاستیعاب، ۲: ۲۷۸) | |

## حضرت شیماؓ کا نسب

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ماجدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ ان کے والد کا نام حضرت حارث ہے۔ ابن اثیر نے ان کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا۔

شیما بنت حارث بن عبد العزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناصرہ بن بکر بن ہوازن۔

(اسد الغابہ، ۷: ۱۶۷)

## حضور کی خدمت

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو اپنے ہاں پرورش اور رضاعت کے لیے لے جا کر اپنے گھر، اپنی ذات اور اپنے خاندان کو دنیا و آخرت کی نعمتوں اور بھلائیوں سے مالا مال کیا تو ان کی بڑی بیٹی حضرت شیما رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش خدمت و تربیت اور دیکھ بھال میں اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ جب حضرت حلیمہ گھر کے دیگر کاموں میں مصروف ہوتیں تو حضرت شیما حضور کو اٹھائے اٹھائے پھرا کرتی تھیں۔ بہلاتیں، نہلاتیں دھلاتیں اور کپڑے بدلا کرتیں۔

(حضور کا بچپن، ۶۶)

امام محمد بن یوسف الصالحی ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| الاوتذعرض عليها رسول | کے لے جانے کے لیے کہا تو اس نے |
| اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | انکار کر دیا کہ یہ یتیم ہے۔ |
| فتاباہ اذ قیل انہ یتیم۔ | |

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی اس کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت حلیمہ کا آپ کو رسول اللہ کہنا اس پر واضح دلیل ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔

| | |
|---|---|
| ھذا صریح فی اسلامھا | یہ ان کے اسلام پر نص ہے کیونکہ انہوں |
| حیث قالت رسول اللہ | نے رسول اللہ بھی کہا اور آپ پر درود |
| وصلت علیہ۔ | وسلام بھی پڑھا۔ |

(زرقانی، ۱: ۲۴۲)

## سیّدہ حلیمہ کا جنّت البقیع میں مزار پُر انوار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں مدینہ طیبہ کے قبرستان "جنت البقیع" میں جن صحابہ و صحابیات کو دفن ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے۔ ان خوش نصیبوں میں آپ کی رضاعی والدہ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ آپ کے مزار کی عمارت بھی دیگر عمارات کی طرح گرا دی گئی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی آپ کے مزار پُر انوار کا ذکر یوں کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| در بقیع قبۂ ایست خرد کہ آنرا قبۂ حلیمہ | جنت البقیع میں ایک چھوٹا سا گنبد ہے |
| سعدیہ میگویند و زیارت می کنند آنرا۔ | جسے قبۂ حلیمہ سعدیہ کہا جاتا ہے اور لوگ |
| (مدارج النبوۃ: ۲: ۶۹۲) | اس کی زیارت کرتے ہیں۔ |

بقیع شریف کے موجودہ گیٹ سے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مسجد اقدس میں جائیں تو بائیں ہاتھ چند گز کے فاصلہ پر آپ کا مزار مقدس ہے۔ اس حقیر

پُر تقصیر کو متعدد دفعہ آپ کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

یہ بھی آپ کے اسلام پر ایک اہم دلیل ہے۔

## پچھلے صفحات پر سیّدہ کے اسلام لانے پر مختلف دلائل آپ نے پڑھے۔ ایک اہم دلیل بقیع شریف میں مزار کا ہونا بھی ہے کیونکہ وہاں کسی غیر مسلم کی تدفین کیسے ہو سکتی ہے بلکہ آپ تو طائف کی رہنے والی ہیں۔ وہاں سے وفات کے بعد یا پہلے مدینہ طیبہ منتقل ہونا واضح طور پر ان کے مسلمان ہونے کی نشاندہی کر رہا ہے۔ محدث دہلوی نے آپ کے اسلام کے بارے میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے یہی بات تحریر کی ہے۔ یعنی انہوں نے بھی اس سے آپ کے اسلام پر استدلال کیا ہے۔

## حضرت عیسٰی علیہ السلام اور سیدہ حلیمہ کا احترام

حافظ مغلطائی فرماتے ہیں کہ ربیع الثانی ۸۳۸ھ کی بائیسویں رات کو مجھے خواب میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زیارت ہوئی،

وسألته عنها فقال عجبًا رضی اللہ تعالیٰ عنها۔

(سبل الھدیٰ ۱۰: ۴۶۸)

تو میں نے ان سے سیّدہ حلیمہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواباً رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا۔

## اجتماعی ملاقات

کتب سیرت میں یہ بھی موجود ہے کہ بعض اوقات سیدہ حلیمہ اپنے شوہر اور دیگر رضاعی بچوں کے ساتھ ملاقات کے لیے تشریف لایا کرتی تھیں۔ سنن ابوداؤد میں حضرت عمرو بن سائب سے منقول ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن

تشریف فرما تھے:

| | |
|---|---|
| فاقبل ابوہ من الرضاعۃ | آپ کے رضاعی والد آئے۔ آپ نے |
| فوضع لہ بعض ثوبہ فقعد | کپڑا کا ایک حصہ بچھایا جس پہ وہ بیٹھ |
| علیہ ثم اقبلت امہ فوضع | گئے۔ پھر آپ کی والدہ آئیں تو آپ نے |
| لہا شق ثوبہ من جانبہ | دوسری جانب سے کپڑا بچھا دیا۔ اس |
| الآخر فجلست علیہ ثم | پر وہ بیٹھ گئیں پھر آپ کے رضاعی |
| اقبل اخوہ من الرضاعۃ | بھائی آئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور |
| فقام رسول اللہ صلی اللہ | انہیں ان کے درمیان بٹھا دیا۔ |
| علیہ وسلم اجلسہ بین یدیہ | |

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب)

## آپ کے شوہر حارث کا اسلام لانا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح ان کے شوہر اور حضور کے رضاعی والد گرامی حضرت ابو عبد اللہ حارث نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ یونس بن کبیر سے منقول ہے کہ مجھے میرے والد اسحاق بن یسار نے بنو سعد کے مختلف افراد کے حوالے سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی والد گرامی حضرت حارث مکہ معظمہ تشریف لائے۔ اس وقت حضور پہ قرآنی وحی کا نزول شروع ہو چکا تھا۔ قریش نے انہیں بلایا اور پوچھا

| | |
|---|---|
| الا تسمع یا حارث مایقول | اے حارث تو نے سنا ہے تیرا بیٹا کیا |
| ابنک ھذا؟ | کہتا ہے؟ |

آپ نے فرمایا تم بتاؤ وہ کیا کہتے ہیں؟ کہا وہ کہتے ہیں کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی ہے اور اللہ تعالیٰ نے دار آخرت بنائی ہے جس میں اللہ کے نافرمانوں کو عذاب اور

اور فرمانبرداروں کو عزت نصیب ہوگی۔

حضرت حارث حضور علیہ السلام کے پاس گئے اور پوچھا بیٹے کیا آپ کے بارے میں لوگ سچ کہہ رہے ہیں؟

| | |
|---|---|
| انك تقول ان الناس يبعثون بعد الموت ثم يعيدون الى جنة و نار۔ | آپ نے کہا ہے لوگ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے اور وہ جنت و دوزخ کی طرف جائیں گے |

آپ نے فرمایا ہاں میں نے اس بات کا اعلان کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| يا ابت لقد اخذت بيدك حتى اعرفك حديثك اليوم۔ | اے والد گرامی میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر حتی کہ آج کی بات بھی یاد رکھوں گا۔ |

آپ کی پُر تاثیر اور شیریں گفتگو سن کر حضرت حارث یہ کہتے ہوئے اسلام لائے:

| | |
|---|---|
| لو اخذ ابنی بيدی فعرفنی ما قال لم يرسلنی ان شاء الله تعالیٰ حتی يدخلنی الجنة۔ | اگر میرے بیٹے نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہچان لیا تو ان شاء اللہ مجھے جنت میں داخل کرنے سے پہلے نہیں چھوڑیں گے۔ |

(سبل الہدیٰ، ۱: ۴۶۹)

## مذکورہ خواتین کے علاوہ کسی خاتون کو آپ کی رضاعی ماں قرار دینا مناسب نہیں

ہمارے مطالعہ کے مطابق فقط یہ دو خواتین آپ کی رضاعی مائیں ہیں۔ بعض لوگوں نے کچھ دیگر خواتین کو بھی آپ کی رضاعی ماؤں میں شمار کیا ہے۔ ہم یہاں تفصیلاً ان کا بھی تجزیہ کیے دیتے ہیں۔

## ۱۔ سعدیہ خاتون

تیسری خاتون جسے یہ عظیم شرف نصیب ہوا وہ قبیلہ بنو سعد میں سے ہے۔ اور یہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رضاعی والدہ ہیں :

طبقات ابنِ سعد میں ابنِ ابی ملیکہ سے ہے :

وکانت ام حمزۃ قد ارضعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عند امہ حلیمہ۔

حضرت حمزہ کی رضاعی والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دودھ پلایا جب وہ حضرت حلیمہ کے پاس تھے۔

شیخ ابنِ قیمؒ نے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کا دوسرا رضاعی بھائی قرار دیتے ہوئے تصریح کی :

فکان حمزۃ رضیع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من وجھین من جھۃ ثویبۃ و من جھۃ السعدیۃ۔

حضرت حمزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طرح سے رضاعی بھائی ہیں ایک حضرت ثویبہ اور دوسری حضرت سعدیہ خاتون کی وجہ سے

(زاد المعاد، ۱: ۱۹)

لیکن اس خاتون کو رضاعی ماں قرار دینا اس لیے محل نظر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنا رضاعی بھائی بیان کرتے ہوئے ہمیشہ یہ فرمایا۔ کہ مجھے اور حمزہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ کبھی بھی سعدیہ خاتون کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کیوں نہ یوں فرماتے کہ وہ میرے دو طرح سے رضاعی بھائی ہیں۔

## ۶۔ حضرت خولہ بنت المنذر ام بردہ انصاریہ

امام ابو الحسن ابراہیم بن یحییٰ المعروف ابن الامین نے ذیل الاستیعاب میں ذکر کیا کہ حضرت خولہ بنت منذر نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ تجرید، المورد اور العیون میں یوں ہی ہے لیکن امام محمد بن یوسف الصالحی نے یہ کہتے ہوئے رد کیا ہے کہ یہ آپ کی نہیں بلکہ آپ کے صاحبزادے سیّدنا ابراہیم سلام اللہ علیہ کی رضاعی والدہ ہیں۔ حافظ ابنِ حجر نے الاصابہ میں تصریح کی ہے:

مرضعة ابراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم ام برده مشهورة بكنيتها.

(الاصابہ، ۴: ۲۹۳)

حضور علیہ السلام کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم کو دودھ پلانے والی خاتون ام بردہ کے نام سے مشہور ہیں۔

امام ابن عبد البر نے بھی تحریر کیا ہے:

ارضعت ابراهيم ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم قاله العدوي.

(الاستیعاب، ۴: ۲۹۲)

ام بردہ نے حضور علیہ السلام کے بیٹے سیدنا ابراہیم کو دودھ پلایا۔ عدوی سے اسی طرح منقول ہے۔

شاید بعض نسخوں میں لفظِ "ابن" ساقط ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے ابن امین کو وہم ہو گیا۔ لکھتے ہیں کہ کافی عرصہ کے بعد قاضی عز الدین، ابن القاضی بدر الدین بن جماعہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی سیرت مختصرہ پڑھی تو یہ عبارت پڑھ کر میں نہایت ہی مسرور ہوا۔

| | |
|---|---|
| ان ابن الامیین وھم فی | ابن الامیین کا اسے رضاعی ماں شمار کرنا |
| ذکرھا فی الرضاع - وان | وہم ہے - اگرچہ بعض معاصرین |
| بعض العصریین حکوا | نے بغیر تعاقب ورد کے اسے |
| ذلک عنہ من غیر تعقب | ذکر کر دیا ہے - |

(سبل الھدیٰ والرشاد، ۱: ۴۶۰)

## ۵۰۴-۳ - قبیلہ بنو سلیم کی تین خواتین

بعض اہلِ سیر نے بنو سلیم کی تین خواتین کو بھی آپ کی رضاعی ماؤں میں شمار کیا ہے اور ان کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک جملہ ہے جو آپ نے غزوۂ حنین کے موقعہ پر رجزاً فرمایا :

| | |
|---|---|
| انا ابن العواتک من بنی سلیم | میں بنو سلیم کی ان خواتین کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ ہے - |

اسے محدث سعید بن منصور نے سنن میں اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت شیبہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے -

ابنِ عساکر نے حضرت قتادہ سے ایک غزوہ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات بھی نقل کیے ہیں :

| | |
|---|---|
| انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب انا ابن العواتک - | میں نبی ہوں، جھوٹ نہیں - میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں - ان خواتین کا بیٹا جن کا نام عاتکہ ہے - |

## اہلِ سیر کی غلط فہمی

مذکورہ فرمان کی بنا پر ان خواتین کو آپ کی رضاعی ماؤں میں شامل کرنا درست

نہیں کیونکہ اہلِ لغت وحدیث امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس ، جوہری صاحبِ صحاح ، صنعانی اور امام مناوی وغیرہ نے تصریح کردی ہے کہ عاتکہ نامی خواتین آپ کی جدات میں ہیں ۔ شیخ محمد علوی مالکی مذکورہ مبارک جملہ کا معنی بیان کرتے ہیں کہ :

| | |
|---|---|
| کان لہ ثلاث جدات من | بنو سلیم سے آپ کی تین دادیاں |
| سلیم کل تسمی عاتکہ۔ | تھیں جن کا نام عاتکہ ہے |

اس کے بعد ان تینوں کے اسمائے گرامی اور ان کا جدات میں سے ہونا یوں لکھتے ہیں :

۱ - عاتکہ بنت ہلال بن فالج بن زکوان (یہ عبد مناف کی والدہ ہیں)
۲ - عاتکہ بنت مرہ بن ہلال (ہاشم کی والدہ)
۳ - عاتکہ بنت الاوقص بن مرۃ بن ہلال (حضرت آمنہ کے والد وہب کی ماں)

(الذخائر المحمدیہ ، ۲۳۲)

مولانا احمد رضا خاں قادری اسی جملہ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"علامہ مناوی صاحب تیسیر و امام مجد الدین فیروز آبادی صاحبِ قاموس و جوہری صاحب صحاح وصنعانی وغیرہم نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا ۔ ابن بری نے کہا وہ بارہ بیبیاں عاتکہ کی نام کی تھیں ۔ تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے اور دو قرشیات ، دو عدوانیات اور ایک مالیک کنانیہ ، اسدیہ ، ھذلیہ ، قضاعیہ ، ازدیہ ۔ (شمول الاسلام ص۱۱)

جب یہ بات تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ یہ خواتین آپ کی جدات ہیں تو پھر انہیں رضاعی مائیں قرار دینا درست نہیں ۔

## ۶۔ ام فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شیخ جعفر المستغفری نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی رضاعی ماؤں میں حضرت ام فروہ بھی شامل ہیں۔ ان سے ایک روایت ابن اسحاق کے حوالے سے یوں بیان کی گئی ہے۔

ام فروہ ظئر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اویت الی فراشک فاقرأ قل یایھا الکافرون "فانھا برأت من الشرک۔

حضور کی رضاعی والدہ حضرت ام فروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بستر پہ لیٹو تو سورۂ کافرون پڑھو کیونکہ یہ شرک سے برأت ہے۔

شیخ ابو موسیٰ المدینی فرماتے ہیں اس حدیث کے راوی کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کے راوی فروہ تھے، بعض کے نزدیک ام فروہ ہیں۔ لیکن آخری قول نہایت غریب ہے۔

حافظ ابن حجر اصابہ میں فرماتے ہیں اس حدیث کو ام فروہ کی روایت قرار دینا بالکل غلط ہے بلکہ اسے اصحاب سنن نے فروہ بن نوفل سے روایت کیا ہے۔

(سبل الھدیٰ ۱: ۴۶۱)

## ۷۔ حضرت اُمّ ایمن برکہ بنت حفص رضی اللہ عنہا

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کو والد گرامی حضرت عبداللہ یا والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے بطور وراثت ملی تھیں۔

مشہور یہی ہے کہ انہوں نے دودھ نہیں پلایا بلکہ خدمت کی ہے مگر امام قرطبی

وغیرہ نے انہیں بھی آپ کی رضاعی ماؤں میں شامل کیا ہے۔ اکثر اہلِ سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ پہلے آپ کی والدہ ماجدہ پھر حضرت ثویبہ اور اس کے بعد حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا لیکن بعض اہلِ تحقیق نے ترتیب یوں بیان کی ہے۔

ارضع الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امہ سبعة ایام ثم ثویبة ثم برکه ام ایمن ثم حلیمه

(اتحاف الورٰی، ۱: ۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے آپ کی والدہ ماجدہ نے سات دن پھر حضرت ثویبہ نے پھر حضرت ام ایمن نے اور پھر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دودھ پلایا۔

مولانا احمد رضا قادری نے بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کی رضاعی ماؤں میں شامل کیا ہے اپنی کتاب شمول الاسلام میں تحریر کرتے ہیں:

"مرضعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (حضور کو دودھ پلانے والی) کا نام پاک برکت اور کنیت ام ایمن کہ یہ بھی یمن و برکت و راستی و قوت یہ اجلہ صحابیات سے ہوئیں۔"

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، ۲۲)

مگر امام زرقانی فرماتے ہیں:

والمشهور انها من الحواضن لا المراضع۔

(زرقانی، ۱: ۱۳۷)

مشہور یہی ہے کہ حضرت ام ایمن خدمت کرنے والی خواتین میں شامل ہیں نا کہ دودھ پلانے والی خواتین میں۔

حافظ شیخ محمد بن یوسف الصالحی کے ہیں:۔

(سبل الھدیٰ، ۱: ۴۶۰)

لہٰذا درست یہی ہے کہ آپ رضاعی والدہ نہیں ہاں منہ بولی ماں ہیں۔

## حضرت ام ایمن اور سفرِ مدینہ

جب آپ کی والدہ محترمہ مدینہ طیبہ میں اپنے والدین کو ملنے تشریف لے گئیں تو اُن کے ساتھ حضور کے علاوہ یہ خاتون (ام ایمن) بھی تھیں۔ ایک ماہ وہاں ٹھہرنے کے بعد جب واپس مکہ روانہ ہوئے تو راستہ میں مقام ابواء (مستورہ کے قریب) پر آپ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کا وصال ہوگیا اور وہیں آپکی تدفین ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ام ایمن ہی حضور کو لے کر مکہ معظمہ آئی تھیں۔

## وصال کا منظر

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کے وصال کا وقت آیا تو حضور ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی والدہ ماجدہ نے آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھا اور یہ اشعار پڑھے اور الوداع کہا:

| | |
|---|---|
| باوک اللہ فیکَ من غلام | یا ابن الذی من حولۃ الحمام |
| فانت مبعوث الی الانام | من عند ذی الجلال والاکرام |
| تبعث فی الحل و فی الحرام | تبعث فی التحقیق والاسلام |
| دین ابیکَ البر ابراھیم | فاللہ انھاکَ عن الاصنام |

(اے یتیم بیٹے اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے تو تمام مخلوق کی طرف نبی ہے تو تمام روئے کائنات کے لیے اسلام جیسے دین کا اعلان کرنے والا ہے اور اپنے والد ابراہیم کے اعلیٰ دین کا، کہ اللہ نے بتوں کی عبادت سے منع فرمایا ہے۔

## والدہ محترمہ کے اقوالِ زرّیں

اس کے بعد فرمایا: "ہر زندہ پر موت آنے والی ہے۔ ہر نیا بوسیدہ ہونے والا ہے، ہر بڑا فنا ہو جائے گا۔ میں فوت ہو جاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا۔ یقیناً میں نے پاکیزہ بیٹا جنا ہے اور میں تمام مخلوق کے لیے خیر و برکت چھوڑے جا رہی ہوں۔ (المواہب اللدنیہ، ۱: ۱۶۹)

## یہ اِس اُمّت کے نبی ہیں

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ہم آپ کی والدہ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں تھے تو اس وقت اہلِ کتاب میں سے جو عالم بھی حضور علیہ السلام کو دیکھتا وہ پکار اٹھتا یہ تو اللہ کے نبی ہیں۔

امام ابونعیم نقل کرتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا مجھے ایک یہودی ملا۔ اس نے مجھے خوب اچھی طرح دیکھا پھر چلا گیا۔ ایک دن تنہائی میں مجھے اس نے پوچھا اے بچے تیرا نام کیا ہے۔ میں نے بتایا "احمد" پھر اس نے میری پشت دیکھی۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

ھذا نبی ھذہ الامۃ — یہ بچہ اس اُمّت کا نبی ہے۔

پھر اس نے میرے ننھیال کو خبر دی تو جب میری والدہ کو اطلاع ملی تو انہوں نے مدینہ طیبہ سے فی الفور واپسی کا ارادہ کر لیا۔

(دلائل النبوۃ، ۱: ۱۶۳)

حضرت ام ایمن سے مروی ہے کہ ایک دن دو یہودی علماء آئے اور کہنے لگے ہم احمد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب انہوں نے آپ کی زیارت کی تو ایک دوسرے سے کہنے لگا۔

هذا نبی هذه الامة و هذه دار الهجرة۔

یہ اس امت کے نبی ہیں اور یہ شہر ان کی ہجرت کا مقام ہے۔

(دلائل النبوۃ، ۱: ۱۶۴)

## اعلانِ نبوت سے پہلے ایمان

شیخ احمد شہاب الدین الخفاجی مذکورہ مرویات کو دلیل بناتے ہوئے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں رقم طراز ہیں:

کانت تحبه وتحضنه وامنت به صلی الله علیه وسلم قبل بعثته لان امه ذهبت به لاخواله بنی النجار بالمدینه و اقامت شهرًا عندهم فکان الیهود یختلفون و ینظرونه فسمعتهم ام ایمن یقولون هذا نبی هذه الامة فرق ذلك فی قلبها فهی اول من امن به صلی الله علیه وسلم۔

(نسیم الریاض، ۳: ۴۲۰)

ام ایمن آپ کی آیا ہیں۔ انہیں آپ سے بہت زیادہ محبت تھی وہ آپ پہ اعلانِ نبوت سے پہلے سے ایمان لا چکی تھیں کیونکہ آپ کی والدہ حضور کو لے کر آپ کے ننھیال مدینہ طیبہ گئی تھیں۔ وہاں ایک ماہ تک مقیم رہیں یہود آپ کو دیکھنے آتے تھے۔ تو ام ایمن نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا یہ بچہ اس امت کا نبی ہے تو اس بات نے ام ایمن کے دل میں گھر کر لیا تو یہ حضور پہ سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ہیں۔

## "ام ایمن" کنیت کی وجہ

حضور علیہ السلام نے انہیں آزاد کر کے قبیلہ بنو حارث کے بن زید بن عمرو سے

ان کا نکاح کر دیا ۔ ان کے ہاں بیٹا ہوا ۔ جن کا نام ایمن رکھا گیا ۔ اس پر ان کی کنیت ہے ۔ ان کی وفات پر حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر وا دیا ۔ اُن کے بطن حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے ۔ حضرت ام ایمن کے صاحبزادے حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے صحابی اور آپ کے خدام میں شامل ہیں ۔ حضور علیہ السلام کے وضو کا برتن ان کے پاس ہوتا تھا ۔ اسی وجہ سے انہیں "صاحب مطہرہ" کہا جاتا ہے ۔ غزوۂ حنین کے موقع پر یہ شہید ہوئے ۔

## حضرت ام ایمن کا احترام و اکرام

جن خواتین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ احترام و اکرام فرماتے ان میں ام ایمن برکہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں ۔ اکثر ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ چلا گیا ۔ انہوں نے ایک برتن میں آپ کی خدمت میں پینے والی چیز پیش کی مگر آپ نے عذر کی بنا پر اسے نہ لیا ۔ چونکہ وہ آپ کی رضاعی والدہ تھیں اس لیے

فجعلت تصعب علیہ و تذمر علیہ ۔ — انہوں نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ۔

(المسلم ، باب فضائل ام ایمن)

## سیّدنا ابوبکرؓ کا معمول

حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے ۔ حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ ایک

دن حضرت ابوبکر نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا :

| | |
|---|---|
| انطلق بنا الی ام ایمن نزورها | کہ چلیں حضرت ام ایمن سے ملاقات کر |
| کما کان رسول الله صلی الله | آئیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |
| علیه وسلم یزورها۔ | ان سے ملاقات کے لیے تشریف لیجایا |
| | کرتے تھے۔ |

جب دونوں حضرات ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔

ان سے پوچھا گیا :

| | |
|---|---|
| ما یبکیک ؟ ما تعلمیت | کیوں روتی ہیں ! جانتی نہیں کہ آپ |
| ان ما عند الله خیر | صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں |
| لرسول الله صلی الله علیه | ہیں جو اس دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ |
| وسلم۔ | |

یہ سُن کر انہوں نے فرمایا :

| | |
|---|---|
| انی لاعلم ما عند الله خیر | یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ وہاں |
| لرسول الله صلی الله علیه | آپ اعلیٰ مقام پہ فائز ہیں لیکن میں |
| وسلم ولکن ابکی ان الوحی | اس لیے روتی ہوں کہ اللہ پاک کی |
| قد انقطع من السماء۔ | عظیم نعمت وحی سے ہم محروم ہو گئے |
| | جو کہ آپ کے سبب صبح و شام میسر |
| | آتی تھی۔ |

جب ان حضرات نے یہ بات سنی ،

| | |
|---|---|
| فجعلا یبکیان معها۔ | تو ان دونوں نے بھی یاد محبوب |
| (المسلم ، باب فضائل ام ایمن) | میں رونا شروع کر دیا۔ |

## یہ میری والدہ کے بعد میری والدہ ہیں

حضور انہیں اپنی والدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کرتے :

ھی امی بعد امی ۔ میری والدہ کے بعد یہ میری والدہ ہیں

(نسیم الریاض ، ۳ : ۴۲۰)

## آپ کے پیٹ میں کبھی تکلیف نہ ہوگی

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک رات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا مجھے پیاس محسوس ہوئی ۔ اٹھی ،

فشربت ما فیھا وانا لا اشعر انہ بول لطیب رائحتہ ۔

میں نے اس پیشاب کو پانی سمجھ کر پی لیا اور مجھے پیاری پیاری مہک کی وجہ سے پیشاب محسوس تک نہ ہوا ۔

صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ فلاں برتن میں پیشاب ہے ۔ اسے باہر پھینک دو ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تو میں نے پانی سمجھ کر پی لیا ہے ۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں اور پھر فرمایا : اے ام ایمن

واللہ لا یجعن بطنک

آج کے بعد تیرے بطن کو کوئی بیماری عارض نہ ہوگی ۔

(المواہب مع الزرقانی ، ۴ : ۲۳۱)

## آسمان سے پانی کا ڈول آنا

ابن سعد نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل میں حضرت عثمان بن قاسم سے

بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے ہجرت کی تو انہیں روحا سے پہلے مقام منصرف پر شام ہوگئی۔ سخت پیاس لگی۔

فدلی علیہا من السماء دلو من ماء برشاء ابیض۔

تو ان پر آسمان سے سفید رسی کے ساتھ پانی کا ڈول اتر آیا۔

انہوں نے خوب سیر ہوکر پانی پیا۔ اس کے بعد فرمایا کرتی تھیں:

ما اصابنی بعد ذلک عطش ولقد تعرضت للصوم فی الھواجر فما عطشت بعد تلک الشربۃ۔

اس کے بعد مجھے پیاس نہیں لگی۔ میں نے گرمیوں کے دنوں میں بھی روزہ رکھا مگر یہ پانی پی لینے کے بعد کبھی پیاس قریب نہ آئی۔

(زرقانی، ۱: ۱۸۸)

## حضرت اُمِّ ایمن کا وصال

ان کے وصال کے بارے میں دو طرح کی روایات ہیں:

۱۔ اُن کا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پانچ ماہ بعد ہوگیا۔ امام مسلم اور ابن السکن نے امام زہری سے نقل کیا ہے۔

انہا ماتت بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخمسۃ اشھر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پانچ ماہ کے بعد یہ فوت ہوگئیں۔

(المسلم)

۲۔ امام واقدی کی رائے یہ ہے کہ ان کا وصال خلافت عثمانی میں ہوا۔ اس قول کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ طارق بن شہاب سے نقل کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ بہت روئیں۔ پوچھا تو فرمایا:

اليوم وهى الاسلام۔ آج اسلام کمزور ہوگیا ہے۔

(الطبقات ۳ : ۲۶۹)

امام زرقانی اس روایت کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذا موصول فهو اقوى من خبر الزهرى المرسل واعتمد ابن منده وغيره قول الواقدى وزاد ابن منده انها ماتت بعد عمر لعشرين يومًا۔

(زرقانی ۱ : ۱۶۳)

یہ روایت متصل ہونے کی وجہ سے مرسل زہری سے قوی ہے۔ محدث ابن مندہ وغیرہ نے واقدی کے قول پر ہی اعتماد کیا اور کہا کہ ان کا وصال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیس دن بعد ہوا۔

# آپ کے رضاعی بہن بھائی

گذشتہ صفحات آپ کی رضاعی ماؤں کے تذکرہ پہ مشتمل ہیں۔ اب ہم آپ کے رضاعی بھائی بہنوں کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں :

## ۱۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے پہلے آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا۔ اسی طرح قبیلہ سعد کی اس خاتون نے جو حضرت حمزہ کی رضاعی والدہ ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا تھا۔ لہٰذا حضرت حمزہ آپ کے دوسرے رضاعی بھائی قرار پائے۔

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں :

فکان حمزۃ رضیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجہین من وجہۃ ثویبۃ ومن جھۃ السعدیۃ

(زاد المعاد، ۱ : ۱۹)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طرح سے رضاعی بھائی ہیں۔ ایک حضرت ثویبہ اور دوسرے حضرت سعدیہ خاتون کی وجہ سے۔

## حضرت حمزہ کے رضاعی بھائی ہونے کا ذکر

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی ہونے کا تذکرہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے عقد فرمالیں تو اس وقت آپ نے فرمایا :

انها لا تحل لی انها ابنت اخی ارضعتنی واباها ثویبہ

(الوفا، ۱: ۱۰۷)

وہ میرے لیے حلال نہیں کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ان کے والد کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔

## ۲۔ حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ

انہیں بھی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے بعد اپنا دودھ پلایا جس کی بنا پر یہ آپ کے رضاعی بھائی ٹھہرے۔ ان کے رضاعی بھائی ہونے کا تذکرہ بھی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے حضور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ میری درخواست ہے کہ میری ہمشیرہ ابوسفیان کی بیٹی عزۃ سے نکاح کرلیں۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے؟ عرض کیا ہاں کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ وہ بھی اس خیر میں میرے ساتھ شریک ہوجائے۔ آپ نے فرمایا:

فان ذلکؐ لا یحل لی۔ وہ میرے لیے حلال نہیں۔

عرض کیا یارسول اللہ سنا ہے آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کررہے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

انہا لو لم تکن ربیبتی فی حجری ما حلت لی انہا لابنۃ اخی من الرضاعۃ ارضعتنی و ابا سلمۃ ثویبۃ

(البخاری، کتاب النکاح)

اگر وہ میری گود میں نہ بھی پلی ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔

## ۳۔ مسروح بن ثویبہ

جب حضرت ثویبہ نے حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا تو اس وقت ان کا حقیقی بیٹا مسروح بھی حالتِ رضاعت میں تھا۔ اسی مبارک نسبت پر وہ بھی آپ کا رضاعی بھائی بنا۔ فتح خیبر کے بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا جب انتقال ہوگیا تو،

فسأل عن ابنها مسروح فقيل قد مات۔

(سبل الھدیٰ، ۱: ۴۵۹)

تو حضور نے اس کے بیٹے مسروح کے بارے میں پوچھا تو عرض کیا گیا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔

## ۴۔ عبداللہ بن حارث

یہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بیٹے ہیں:

وھو الذی شرب مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ پیا تھا۔

امام بیہقی نے شیخ علائی کی سند سے ان کا نام ضمرہ بیان کیا ہے۔

(سبل الھدیٰ، ۱: ۴۶۳)

## حضرت عبداللہ کے ایمان لانے کا واقعہ

ابنِ سعد نے اسحاق بن عبداللہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے رضاعی بھائی اعلانِ نبوت کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ!

| | |
|---|---|
| اترى ان يكون بعث ؟ | آپ کا خیال ہے کیا ہم دوبارہ زندہ ہوں گے ؛ یعنی کیا قیامت ہے ؟ |
| آپ نے فرمایا : | |
| اما والّذى نفسى بيده لاخذت بيدكَ يوم القيامة ولا عرفنكَ . | ہاں قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہاتھ پکڑوں گا قیامت کے روز اور تجھے پہچانوں گا. |

راوی کہتے ہیں جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو ایمان لے آئے اور روتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے ۔

| | |
|---|---|
| انا ارجو ان ياخذ النبى صلى الله عليه وسلم بيدى يوم القيامة فانجو ۔ | میں امیدوار ہوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت میرا ہاتھ پکڑیں گے اور میں نجات پا جاؤں گا۔ |

(زرقانی ، ۱ : ۱۴۲)

رہی یہ بات کہ یہ واقعہ بعینہٖ ان کے والد حارث سے بھی منسوب ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان ہوا تو اس کا جواب حافظ ابنِ حجر نے الاصابہ میں یہی دیا ہے:

| | |
|---|---|
| ويحتمل ان يكون ذلكَ وقع للاب والابن ۔ | ممکن ہے ایسا واقعہ والد اور بیٹے دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو ۔ |

(زرقانی ، ۱ : ۱۴۳)

## ۵ . حفص بن حارث

حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں ان کے بارے میں لکھا ہے :

حفص بن حلیمه السعدیه التی ارضعت النبی صلی الله علیه وسلم اخوالنبی صلی الله علیه وسلم من الرضاعة.

(الاصابہ ۲ : ۳۵)

حفص کو بھی حضرت حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا ہے اس لیے وہ بھی حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ٹھہرے۔

## ۶۔ امیہ بنتِ حارث

ان کا تذکرہ امام ابو سعد نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں کیا ہے کہ یہ آپ کی رضاعی بہن ہیں اور حافظ ابنِ حجر نے اسے ثابت و برقرار رکھا ہے۔

## ۷۔ حذافہ المعروف شیما بنتِ حلیمہ

ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔

۱۔ بُدامہ ۔ جیم پر پیش، دال الف اور میم ہا (الطبقات الکبریٰ ۱ : ۱۱۰)

۲۔ حُذافہ ۔ حا پر پیش، ذال اور فا (الاستیعاب، ۴ : ۲۷۷)

شیخ خشنی کے نزدیک یہی رائے صواب ہے۔ (زرقانی، ۱ : ۱۴۶)

۳۔ خِذامہ ۔ خا کے نیچے زیر اور ذال (سبل الھدیٰ ۱ : ۴۶۳)

۴۔ الوفا میں ان کا نام حذامہ ہے۔ (الوفا ۱ : ۱۳۹)

۵۔ کتاب المعارف میں جذامہ بھی آیا ہے

۶۔ جس نام سے یہ مشہور ہیں وہ الشیماء ہے۔ (شین پر زبر اور یا ساکنہ) ہے۔ بعض روایات میں بغیر یا کے بھی ہے۔ (زرقانی ۱ : ۱۴۶)

ابن اسحاق، یونس بن بکیر سے روایت کرتے ہیں، کہ یہ اپنے اصل نام کے بجائے

| | |
|---|---|
| وھی الشیماء غلب علیھا | شیما کے نام سے ہی معروف ہیں اور |
| ذلکَ فلا تعرف فی قومھا الا | اپنی قوم میں اسی نام سے مشہور تھیں |
| بہ۔ (الاستیعاب، ۲: ۲۷۸) | |

## حضرت شیماؓ کا نسب

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ماجدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ ان کے والد کا نام حضرت حارث ہے۔ ابن اثیر نے ان کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا۔

شیما بنت حارث بن عبد العزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناصرہ بن بکر بن ہوازن۔

(اسد الغابہ، ۷: ۱۶۷)

## حضور کی خدمت

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو اپنے ہاں پرورش اور رضاعت کے لیے لے جا کر اپنے گھر، اپنی ذات اور اپنے خاندان کو دنیا و آخرت کی نعمتوں اور بھلائیوں سے مالا مال کیا تو ان کی بڑی بیٹی حضرت شیما رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش خدمت و تربیت اور دیکھ بھال میں اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ جب حضرت حلیمہ گھر کے دیگر کاموں میں مصروف ہوتیں تو حضرت شیما حضور کو اٹھائے اٹھائے پھرا کرتی تھیں۔ بہلاتیں، نہلاتیں دھلاتیں اور کپڑے بدلا کرتیں۔

(حضور کا بچپن، ۶۶)

امام محمد بن یوسف الصالحی ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

ان الشیماء کانت تحضن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع امھا۔ (سبل الھدیٰ ۱: ۲۶۴)

حضرت شیماء اپنی والدہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

## سیّدہ حلیمہ اور حضور کی جدائی

جیسا کہ آپ نے پہلے پڑھا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے دیگر بچے بکریاں چرانے جاتے تھے مگر اصرار کے باوجود حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ نہ جانے دیتیں تھیں۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو بکریاں چرانے جاتا تو کجا کسی ایسی جگہ بھی نہ جانے دیتیں جو تھوڑی سی دور ہو۔

کانت حلیمة لاتدع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذھب مکانا بعیدًا۔ (المواہب اللدنیہ ۱: ۱۵۵)

سیّدہ حلیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی دور بھی نہیں جانے دیتی تھیں۔

## حضرت شیماء اور حضور پر بادل کا سایہ

ایک دن حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کسی کام میں مصروف ہوگئیں۔ حضور اپنی بہن شیماء کے ساتھ دوپہر کے وقت بکریوں کے ریوڑ میں تشریف لے گئے۔ جب سیدہ کو پتہ چلا تو تلاش کے لیے نکلیں۔ ہمشیرہ شیما کے ساتھ آپ کو دیکھ کر کہنے لگیں:

فی ھذا الحد ؟
شیما نے عرض کیا اے امی جان
ما وجد اخی حرًا رأیت
غمامۃ تظل علیہ اذا وقف
وقفت واذا سارسارت
حتی انتھی الی ھذا
الموضع ۔
(المواہب ، ۱ : ۱۵۵)

اتنی گرمی میں انہیں یہاں کیوں لائی ہو!
بھائی جان کو دھوپ نہیں لگی میں
نے ان پر بادل کو سایہ کرتے ہوئے
دیکھا ہے ۔ جب یہ چلتے تو بادل بھی
چلتا جب آپ رکتے بادل بھی رک
جاتا یہاں تک کہ ہم اس مقام تک
آئے ہیں ۔

امام زرقانی یہ روایت نقل کرکے لکھتے ہیں جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ بادل کا آپ پر سایہ کرنا ثابت نہیں ہرگز درست نہیں ۔

وفیہ اظلال الغمام لہ صلی
اللہ علیہ وسلم فھو حجۃ علی
من انکرہ قال ابن جماعۃ
من ذھب الی ان حدیث
اظلال الغمام لم یصح بین
المحدثین فھو باطل نعم
لم یکن کما قالہ السخاوی
وغیرہ دائمًا ۔
(زرقانی ، ۱ : ۱۴۸)

اس روایت میں واضح دلیل ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم پہ بادل سایہ کرتا تھا۔
اور یہ اس کے منکرین کے خلاف حجت
ہے ۔ امام ابن جماعۃ فرماتے ہیں کچھ
لوگوں کا یہ قول کہ محدثین کے ہاں بادل
کا سایہ والی کوئی حدیث صحیح نہیں،
باطل ہے ۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ
یہ سایہ دائمی نہ تھا ۔ جیسا کہ امام
سخاوی وغیرہ نے کہا ہے ۔

یعنی اگرچہ بادل دائمًا سایہ فگن نہ ہوتا تھا مگر بچپن میں سیدہ حلیمہ کے ہاں اور

ملک شام کی طرف سفر تجارت کے وقت بادل نے آپ پر سایہ کیا، یہ روایات سے ثابت ہے۔

## بعض لوگوں کا رد

حافظ ابن الحجر الاصابہ میں محدث ابن مندہ سے نقل کرتے ہیں کہ جدامہ المعروف بالشیما سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہما کی بیٹی نہیں بلکہ ہمشیرہ ہیں۔

جدامة اخت حليمة مرضعة النبي صلى الله عليه وسلم لقبها الشيماء۔

جدامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ سیدہ حلیمہ کی ہمشیرہ لگتی ہیں اور لقب شیما ہے۔

(الاصابہ، ۴ : ۲۵۹)

تو اس حوالے سے حضرت شیما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمشیرہ نہیں بلکہ رضاعی خالہ بنتی ہیں لیکن دیگر اہل سیر نے اس بات کا انکار کرتے ہوئے انہیں ہمشیرہ ہی قرار دیا ہے اور یہی بات قرین قیاس ہے کیونکہ مذکورہ اور آئندہ واقعات میں اس بات پر تصریح ملتی ہے کہ حضرت شیما رضی اللہ عنہ نے یہی اظہار کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ہمشیرہ ہوں۔

## دونوں اقوال میں تطبیق

حافظ ابن حجر ان دونوں اقوال میں تطبیق کی کوشش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: کہ اولاً تو یہ ہے:

ان كان ما ذكره ابن منده محفوظاً احتمل ان

اگر ابن مندہ کی ذکر کردہ بات محفوظ ہے تو ہو سکتا ہے کہ سیدہ حلیمہ کی بیٹی

فتکون بنت حلیمة سمیت باسم خالتها و لقبت لقبها

کا نام اور لقب اس کی خالہ کے نام اور لقب پر ہو۔

اور ثانیاً یہ ہے کہ

انهم لم یتفقوا علی ان اسم الشیماء جدامة بالجیم والمیم بل جزم ابوعمر بانها حذافة بالمهلة والفاء وجزم ابن سعد بالاوّل۔

(الاصابہ، ۴: ۲۵۹)

اہل سیر کا اس پر اتفاق نہیں ہے کہ شیما کا نام جدامہ ہی ہے بلکہ شیخ ابوعمر کے نزدیک ان کا نام حذافہ ہے جبکہ ابن سعد کے ہاں جدامہ ہے۔

## حضور اور حضرت شیماء کی لوریاں

حضرت شیماء اپنے پیارے بھائی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا کرتیں۔ اور کھلایا کرتی تھیں۔ جیسے مائیں بہنیں بچوں کا دل بہلانے کے لیے مختلف لوریاں سناتی ہیں اسی طرح حضرت شیماء بھی حضور کو لوریاں سنایا کرتی تھیں۔ الاصابہ اور الزہر میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن المعلی کی کتاب الترقیص سے نقل ہے کہ حضرت شیماء حضور کو ان اشعار سے لوریاں دیتی تھیں:۔

یا ربنا ابق اخی محمدًا ۔ حتی اراہ یافعا وامردا

(اے ہمارے رب میرے بھائی محمد کو سلامت رکھ تاکہ ہم اس کی جوانی کا عالم بھی دیکھیں)

واکبت اعادیه معًا والحسدا ۔ واعطه عزا یدوم ابدا

(اس کے دشمنوں اور حاسدوں کو رسوا فرما اور اسے ایسی عزت عطا فرما جو تا ابد قائم رہے)

الزہر میں یہ اضافہ ہے۔

ھذا اخ لی لم تلدہ امی ولیس من نسل ابی دعمی

(یہ میرا ایسا بھائی ہے جسے میری والدہ نے نہیں جنا اور نہ یہ میرے والد اور چچا کی نسل سے ہے)

فدیتہ من نحول نعم قائمہ اللّٰھم فیما تنمی

(میں قربان ایسے اعلیٰ خاندان اور اعمال والے پر اے اللہ ان کی اولاد اور متبعین میں خوب اضافہ فرما)

بعض نے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں:

محمد خیر البشر ممن مضی ومن غبر

(اور سب انسانوں سے افضل ہیں خواہ وہ پہلے ہو چکے یا موجود اور آنے والے ہیں۔

من حج منھم او اعتمر احسن من وجہ القمر

(ان میں سے خواہ حاجی ہے یا عمرہ کرنے والا۔ حضور چاند کے چہرے سے بھی خوبصورت ہیں۔

من کل انثی وذکر من کل شھوب اغبر

(اور ہر مذکر و مؤنث سے افضل ہیں اور ہر عیب و نقص سے پاک ہیں)

(سبل الھدیٰ والرشاد، ۱: ۴۶۴)

## میں تمہارے نبی کی ہمشیرہ ہوں

شوال آٹھ ہجری میں غزوۂ حنین پیش آیا۔ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے قبائل نے طائف کی جاگیروں کے لالچ میں چار ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مکہ پر حملہ کا قصد کیا۔ دوسری

طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے ساتھ مکہ سے نکل کر وادی حنین میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک خونریز جنگ کے بعد دشمنوں کو شکست فاش ہوئی۔ غزوۂ حنین کے قیدیوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ ان قیدیوں میں حضرت شیماؓ بھی تھیں۔

جب گرفتار کرنے والوں نے جنگی قیدیوں پر کچھ سختی کی تو فرمانے لگیں، تم جانتے ہو

| | |
|---|---|
| انا اخت صاحبکم۔ | میں تمہارے آقا کی ہمشیرہ ہوں۔ |

میرے ساتھ ادب سے پیش آؤ۔ انہوں نے یقین نہ کیا اور کہا اس سلسلہ میں کوئی علامت و نشانی بتاؤ انہوں نے کہا تم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے چلو۔ صحابہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ عرض کرنے لگیں۔

| | |
|---|---|
| یا محمد انا اختک و | اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، میں |
| عرفته بعلامة عرفها | آپ کی بہن ہوں اور اس پر ایک |
| | علامت بیان کی جس سے آپ نے |
| | پہچان لیا۔ |

## حضور کی آنکھوں میں آنسو

آپ نہایت خوش ہوئے، خوش آمدید فرماتے ہوئے،

| | |
|---|---|
| بسط رداءہٗ فاجلسها | اپنی چادر انور بچھادی اور انہیں |
| علیه و دمعت عیناہ | اوپر بٹھایا اور آپ کی مبارک آنکھوں |
| | میں آنسو آگئے۔ |

## اسلام لاکر واپس قبیلہ میں

تفصیل حال و احوال جان لینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

فرمایا اب تمہاری پسند ہے۔ واپس اپنے قبیلہ میں جانا چاہتی ہو تو جا سکتی ہو، میں ہمیشہ صلۂ رحمی کروں گا۔ اور اگر ہمارے ہاں ٹھہرنا چاہو تو ہم تمہیں نہایت ہی اعزاز و اکرام کے ساتھ ٹھہرائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنے قبیلہ میں واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔

فاسلمت واعطاها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعما وشاۃ وثلاثۃ اعبد وجارية۔

انہوں نے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بہت سی بکریاں اور تین غلام اور لونڈیاں عطا کیں۔

(الاصابہ، ۴ : ۴۴۳)

سعد بن بکر سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس موقعہ پر ایک غلام (جس کا نام مکحول تھا) اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔

فزوجت احداهما الاخرى فلم يزل فيهم من نسلهم بقية۔

انہوں نے ان دونوں کا آپس میں نکاح کر دیا جس سے ان کی نسل چلی۔

(الاصابہ ۴ : ۳۴۴)

غالباً اس کی حکمت قبیلہ میں اسلام کی تبلیغ ہی تھی۔ گویا مسلمانوں کی سفیر بن کر قبیلہ میں واپس گئیں۔

## بجاد کے لیے حضرت شیما کی سفارش

---

محترمہ شہناز کوثر اپنی تحقیقی کتاب "حضور کا بچپن" میں لکھتی ہیں کہ قبیلہ بنی سعد کا ایک شخص جس کا نام بجاد تھا اس کے پاس ایک مسلمان آیا تو بجاد نے اسے پکڑ کر اس

کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور پھر اسے آگ سے جلا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو حکم دیا کہ اسے گرفتار کریں۔ اسلامی فوج نے حسب ارشاد عمل کرتے ہوئے بجاد کو قید کر لیا۔ جب شیما اپنے مقام پر واپس آئیں تو ہوازن کی عورتوں نے ان سے بجاد کے بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آکر آپ سے عرض کیا کہ بجاد کو بخش دیا جائے اور اس کا قصور معاف کر دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بہن کی اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے بجاد کو معاف کر دیا۔ (تلخیصاً)

(حضور کا بچپن، ۲۷)

ابن ہشام کے مطابق اسی بجاد کی گرفتاری کے موقعہ پر جو لوگ گرفتار ہو کر آئے ان میں حضرت شیما بھی تھیں۔ اور انہوں نے مجاہدین سے کہا تمہیں علم ہونا چاہیئے میں تمہارے نبی کی بہن ہوں۔

(ابن ہشام، ۲ : ۵۴۸)

## رضاعی چچا ابوثروان کی حضور سے ملاقات اور تاثرات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقعہ پر حاصل شدہ مال غنیمت کو میدان جنگ سے دور جعرانہ کے مقام پر بھیج دیا شاید اسے چھڑانے کے لیے ان کے قبیلہ کا کوئی وفد آجائے۔ آپ نے غزوۂ طائف کے بعد عمرہ ادا کیا اور پھر جعرانہ تشریف لائے۔ جب کئی دن گزر گئے اور کوئی وفد نہ آیا تب وہ مال مجاہدین میں بانٹا گیا۔ جب مال غنیمت بٹ گیا تو قبیلہ ہوازن کا وفد آپہنچا۔ جو چودہ افراد پر مشتمل تھا اور وہ تمام کے تمام مسلمان ہو کر آئے تھے۔ اس کے سربراہ زہیر بن صرد تھے۔

ابن سعد لکھتے ہیں:

وفی الوفد عم النبی صلی — اس وفد میں ابوثروان نامی شخص

اللّٰہ علیہ وسلم من الرضاعۃ ابو شروان۔

بھی تھے جو حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے رضاعی چچا ہیں۔

انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا "یا رسول اللّٰہ ہم پہ جو مصیبت آئی ہے آپ سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ان قیدیوں میں وہ بزرگ خواتین، آپ کی رضاعی خالائیں چچیاں بھی ہیں جنہوں نے آپ کو پالا پوسا ہے۔ جن کی گود میں آپ رہے۔

لقد رأیتکَ مرضعًا فما رأیت مرضعًا خیرًا منکَ و رأیتکَ فطیمًا فما رأیت فطیمًا خیرًا منکَ ثم رأیتکَ شابًا فما رأیت شابًا خیرًا منکَ فامنن علینا من اللّٰہ علیکَ

میں نے آپ کو حالتِ رضاعت میں دیکھا اس حالت میں آپ سے بڑھ کر کوئی بچہ نہیں دیکھا۔ آپ کو اس کے بعد بھی سب سے بہتر ہی دیکھا۔ پھر حالت جوانی میں دیکھا آپ سے بہتر کوئی جوان نہیں دیکھا۔ ہم پہ احسان فرمایئے۔ اللّٰہ تعالیٰ آپ پہ احسان فرمائے گا۔

پھر وفد کے سربراہ زہیر بن صرد نے بھی اسی رضاعی رشتہ کا ذکر کیا اور کرم کی درخواست کی۔ آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا۔ جب تم میں سے کوئی نہ پہنچا تو ہم نے مال تقسیم کر دیا۔ اب تم یہ فیصلہ کرو کہ تمہیں اپنا مال واپس لینا زیادہ محبوب ہے یا قیدی واپس لینا ــ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ ہمارے قیدی واپس کرا دیں۔ فرمایا جو میرا اور بنو عبد المطلب کا حصہ ہے وہ تو میں واپس کرتا ہوں اور لوگوں سے بھی تمہارے لیے کہتا ہوں۔ تم ایسا کرو جب میں ظہر کی نماز پڑھا لوں تو تم کھڑے ہو کر صحابہ کے سامنے یہ کلمات کہنا۔

نستشفع برسول اللّٰہ الی المسلمین و بالمسلمین الی

اے مسلمانو! ہم تمہیں رسول اللّٰہ کا واسطہ دے رسول اللّٰہ کی خدمت میں

رسول اللہ۔ تمہارا واسطہ پیش کرتے ہیں۔

میں کھڑے ہو کر اپنے حصہ کی واپسی کا اعلان کر دوں گا اور لوگوں سے بھی واپسی کا کہہ دوں گا۔ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی وفد کا سربراہ کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے لوگوں کے سامنے حضور کا واسطہ دے کر سوال کیا تو تمام انصار و مہاجرین نے ان کے قیدی اور تمام مال واپس کر دیا۔

(ابن سعد، ۱: ۱۱۵)

روایات کے مطابق چھ ہزار قیدی اور تقریباً پچاس کروڑ درہم کا مال واپس کیا گیا۔